www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

اشاعت کا پندرہواں سال
15th year of Publication

مبلغ

The Weekly **MUBALLIG**
Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3روپے

14/مارچ تا20/مارچ 2014ء جمعۃ المبارک 12جمادی اول ۱۴۳۵ھ جلد نمبر:15 شمارہ نمبر:10

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

غرٖیبی چھے خاص الخلصاہ
خریدار چھُی خدایے تہٕ سودا کر
دُنٕی یاہ دأرِی بوکر ساساہ
طولِ اَمَل اَندر ژٕ کار مو بَر

"غریبی خاصانِ خدا کا شیوہ وطریقہ رہاہے۔اس فقر کا خریدار خود خداوند کریم ہے، اسلئے مولیٰ کے ساتھ تجارت کرو۔(میرا طریقہ امیری نہیں فقیری ہے)۔امیری بے حیائی کو جنم دیتی ہے،اپنے کو طولِ امل اور حرص وہوا کے بھنور میں مت گراؤ۔"

حقوقِ نسواں کے محافظ کہاں؟

مولانا محمد اسلم شیخو پوری۔رحمۃ اللہ علیہ

اے حقوقِ نسواں کے علمبردار صحافیو!اے خواتین کے دُکھ درد میں شرکت کا دعویٰ کرنے والو!اے بے سہارا بیٹیوں کو سہارا دینے والو! کتنے زندہ دِل، ہمدرد اور صحابِ ایثار ہو تم،پورا میڈیا تمہارے ایثار اور ہمدردی پر مبنی بیانات سے گونج رہا ہے،لیکن اگر تمہیں اپنی بے پناہ مصروفیات میں سے کچھ وقت فارغ مل جائے تو ذرا اپنی اداؤں پر غور تو کرو!یہ کیسی ہمدردی ہے، جو صرف ان ناتجربہ کار بیٹیوں اور نادان خواتین کیلئے مخصوص ہے جو عشق کی دلدل میں اُتر کر سب کچھ بھول جاتی ہیں؟ مذہبی تعلیمات، معاشرتی وخاندانی اقدار، اخلاقی نزاکتیں،عفت وعصمت کے تقاضے اور چھوٹے چھوٹے بہن بھائی سب کچھ ہی بھول جاتی ہیں۔وہ ماں بھی یاد نہیں رہتی جس نے معصوم جان کو جنا،پھر اسے پال پوس کر جوانی کی دہلیز تک پہنچایا،حسب توفیق تعلیم وتربیت دی،اپنے کانوں کی بالیاں اور ہاتھوں کی چوڑیاں اتار کر رکھ دیں کہ بیٹی کے کام آئیں گی، پیٹ کاٹ کاٹ کر گھریلو سامان برتن، بستہ،فرنیچر اور کپڑے جمع کیئے کہ بیٹی کو جہیز میں دونگی۔وہ بوڑھا باپ یاد نہیں رہتا جسے جوان ہوتی ہوئی بیٹی کی فکر گھن کی طرح کھائے جارہی ہے،سوتے میں ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھتا ہے،ذرا سی آہٹ پر اس کی آنکھ کھل جاتی ہے،وہ نہیں چاہتا کہ اس کی بیٹی کے اُجلے دامن پر چھنگلیا کے ناخن کے برابر بھی کوئی دھبا لگے۔وہ اپنی بیٹی کیلئے بہترین شریک سفر کے انتخاب کیلئے مارے مارے پھرتا ہے،نامعلوم وہ کتنے خاندانوں کے بارے میں تحقیق کر چکا ہے اور اس کی نظریں کتنے چہروں کو تاڑ چکی ہیں۔لیکن بیٹی پر جان نچھاور کرنے اور کی خاطر راتوں کی نیند حرام کرنے والے والدین کے جذبات واحساسات پر ایک دِن اچانک یہ اطلاع بجلی بن کر گرتی ہے کہ بیٹی نے گھر سے فرار ہو کر "لومیرج" کرلی ہے۔

وہ خوب جانتے ہیں کہ جس شخص نے ہماری بیٹی کو ورغلایا ہے اسے سبز باغ دکھائے ہیں،محبت اور وفا کی قسمیں دکھائی ہیں،زندگی کے ہر موڑ پر ساتھ دینے کے وعدے کیئے ہیں وہ جھوٹا ہے، ہرجائی ہے،شہوت پرست ہے،دھوکے باز ہے،بھنورا ہے،سال دو سال نہیں گزریں گے کہ یہ ہرجائی شخص ہماری بیٹی کو"گھر سے بھاگی ہوئی" کا طعنہ دے کر گھر سے نکال دے گا اور کسی دوسری معصوم،سادہ اور باتوں میں آجانے والی دوشیزہ کا تعاقب شروع کردے گا۔ہماری بیٹی ماتھے پر طلاق کا اور دل پر بے وفائی کا داغ لئے نہ گھر کی رہے گی نہ گھاٹ کی،نہ صرف اس کا مستقبل تاریک ہوجائے گا بلکہ اس کی دوسری بہنوں کیلئے بھی کوئی رشتہ نہیں آئے گا۔نرم گرم چشیدہ بوڑھے والدین اپنی زندگی میں ایسے دسیوں ہرجائیوں کو دیکھ چکے ہیں، جو شادی کے نام پر محض "انجوائے" کرتے ہیں، ان کے سامنے کئی المیے رونما ہوچکے ہیں۔ایسا بھی ہوا کہ عشق پر پیچ کی راہوں پر چلنے والیاں گھر کی بجائے "کوٹھے" پر پہنچ گئیں،جن کے حیا آشنا قدموں کی آہٹ بھی کسی نے نہ سنی تھی، ان کے پیروں میں پائل گونجنے لگی،جن کی پیشانی پر قریب سے گزرنے والے اجنبی مردوں کی سرسراہٹ سے پسینہ آجاتا تھا وہ اپنے جسم کے ہر زاویے اور رقص کے ہر انداز پر داد چاہنے لگیں،یوں بھی ہوا کہ جنہیں چند فلمی ڈائیلاگ بول کر اور مرنے جینے کے قول وقرار دے کر بے وقوف بنایا گیا تھا،کچھ ہی عرصہ بعد ان کی سوختہ نعش کسی گندے نالے سے ملی یا ان کے چہرے پر تیزاب پھینک کر اسے مسخ کردیا گیا اور یہ کارنامہ انہی ہوس پرستوں کے ہاتھوں رونما ہوا جو کل تک اس چہرے کو چاند سے زیادہ حسین بتاتے تھے۔

اپنی بیٹی سے بے لوث محبت کرنے والے یہ والدین اپنی بیٹی کو تباہی کے راستے پر چلنے سے اور آوارہ ہاتھوں میں کھلونا بننے سے بچانا چاہتے ہیں......مگر دجّالی تہذیب سے متاثر ہو کر جب بھی کوئی ناسمجھ بیٹی "محبت" کے نام پر گھر سے بھاگتی ہے اور والدین اسے چہار دیواری تک محدود رکھنے اور سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں تو یکا یک صحافت کے حمام سے،سیاست کے اسٹیج سے، وزراء کے محلات سے اور این.جی اوز کی خرافات سے بھانت بھانت کی آوازیں اُٹھنے لگتی ہیں،نہیں یہ والدین جنہوں نے اٹھارہ بیس سال تک خونِ جگر دے کر اپنی لخت جگر کو پالا ہے، یہ اس کے ہمدرد نہیں، یہ ظالم ہیں، سنگ دِل ہیں، سماج کی دیواریں ہیں، خاندانی بت ہیں، بوڑھے ہیں، سٹھیا گئے ہیں، ان بوڑھوں کو ہٹادو، یہ پریم اور محبت کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔یہ قبائلی روایات کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے لوگ ہیں، یہ قدیم آثار ہیں، یہ ترقی یافتہ دَور کا ساتھ نہیں دے سکتے، ان سے جان چھڑانا ضروری ہوگیا ہے،ہمیں ایسے "پاکبازوں" کی ضرورت نہیں، ہمارے محلوں اور شہروں میں ان کیلئے کوئی جگہ نہیں، سوچیئے! کیا یہ وہی انداز گفتگو نہیں جو غلاظت میں ڈوبی ہوئی ایک قوم نے طہارت کا سبق دینے والے ایک عظیم پیغمبر علیہ السّلام کے سامنے اختیار کیا تھا؟ انہوں نے اپنے نبی کے بارے میں کہا تھا: "ان کی قوم کے لوگ بولے تو یہ بولے اور اس کے سوا ان کے پاس کہنے کیلئے کچھ نہ تھا کہ لوط کے گھر والوں کو اپنے شہر سے نکال دو، یہ لوگ پاک بننا چاہتے ہیں"۔(النحل) ہر کوئی بولے چلا جارہا ہے، لیڈروں، وزیروں، صحافیوں اور این.جی اوز کے کارکنوں کے درمیان ایک مقابلہ سا جاری ہے، گھر سے بھاگنے والیوں، چھپ چھپ کر تعلقات قائم کرنے اور پھر بیاہ رچانے والیوں کیلئے کسی کے ہاتھ میں من چاہی ملازمت کا آرڈر ہے،کوئی مکان کے کاغذات پیش کررہا ہے، کوئی ویزے کی آفر کررہا ہے، کوئی نقد رقم لئے کھڑا ہے،کوئی انٹرویو کیلئے درخواست دے رہا ہے،اخبار کی اشاعت بڑھانے کیلئے پوز بدل بدل کر تصویریں شائع کی جارہی ہیں، مرچ مصالح لگا کر اسٹوری چھاپی جارہی ہے،والدین دہائی دے رہے ہیں۔

اے عالی دماغ صحافیوں! ہمیں معاف کردو،ایسی سخت سزا نہ دو، اپنے اخبار اور ٹی وی کا نام مشہور کرنے کیلئے ہمارے پورے خاندان کو ذلت کی تاریکی میں نہ دھکیلو،تمہاری بھی بہنیں اور بیٹیاں ہوں گی،خدارا ہماری بیٹی کو تماشا نہ بناؤ، اسے ایک ماڈل گرل اور اداکارہ کے روپ میں پیش نہ کرو! لیکن کوئی نہیں جس کے کان پر جوں تک رینگے۔ اپنے ذاتی اور سیاسی اختلافات کے اظہار کیلئے بھی ایک نادان بچی کو قربانی کا جانور بنایا جارہا ہے، یہ عالی دماغ صحافی کیوں نہیں سوچتے کہ ان کی اس بیان بازی نے ہزاروں معصوم ذہنوں میں والدین اور تہذیبی اقدار سے بغاوت اور فحاشی وبے حیائی کے بیج بودیئے ہوں گے؟ کیا انہیں ربّ ذوالجلال کی یہ وعید یاد نہیں: "جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مؤمنوں میں بے حیائی پھیلے، ان کو دُنیا اور آخرت میں دُکھ دینے والا عذاب ہوگا،اللہ جانتا ہے کہ اور تم نہیں جانتے۔" (سورۂ نور) فحاشی کی کھلے عام سرپرستی ایک نقد نتیجہ یہ سامنے آیا ہے کہ جس لڑکی کو گھر سے فرار کی بنا پر ایک ہیروئن بنا کر پیش کیا جارہا تھا اخباری اطلاعات کے مطابق اب اس کی چھوٹی بہن بھی والدین سے بغاوت کررہی ہے اور ان کے ساتھ رہنے سے انکار کردیا ہے۔

کیا ہمدردی اسی کا نام ہے کہ معصوم بچیوں کو گھر سے فرار کی ترغیب دے کر خاندانی نظام کو تباہ کیا جائے؟ وہ قبائلی دیہاتی اور شہری معاشرہ جہاں حقیقی مظلوم اور قابل رحم عورتوں کی کمی نہیں وہاں حقیقی مظلوموں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے چند فرضی مظلوموں کی داستانیں سنا کر ٹسوئے بہائے جائیں اور ان کے سامنے ملازمتوں، مکانوں، پلاٹوں اور مالی ترغیبات کے انبار لگا دیئے جائیں؟ کیا ہمدردی اسی کا نام ہے کہ بے حیائی کی داستانیں چھاپ چھاپ کر ہر گھر میں "ناشائستگی" فحاشی اور جہالت کو فروغ دیا جائے؟

اے حقوقِ نسواں کے علمبردار صحافیو! اے خواتین کے دُکھ درد میں شرکت کا دعویٰ کرنے والے ہمدردو! اے بے سہارا بیٹیوں کو سہارا دینے والی این جی اوز کی کارکنو! اگر تمہارے دِل میں واقعی درد ہے تو ان مظلوم خواتین کے حالات سدھارنے کیلئے کچھ کرو جو ایک ایک لقمہ کیلئے ترس رہی ہیں جو ہر روز جیتی اور ہر روز مرتی ہیں۔

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

www.khanqah.in

تحفظِ ختم نبوت کے خاطر قربانیاں۔3

مولانا حذیفہ وستانوی۔ناظم تعلیمات ومعتمد جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا

مناظر اسلام مولانا لال حسین اختر نے بڑا عجیب شعر کہا ہے ؎

جلا دو پھونک دو سولی چڑھا دو خوب سن رکھو
صداقت چھٹ نہیں سکتی ہے جب تک جان باقی ہے

خلاصہ یہ کہ اسلامی دورِ حکومت میں جب بھی کسی نے ختم نبوت پر حملہ کیا یا حرف زنی کی مسلمان خلفاء وامراء نے ان کو کیفر کردار تک پہنچا دیا جس کی سینکڑوں مثالیں تاریخ کے سینے میں محفوظ ہے،تو آئے مدعیان نبوت اور منکرین ختم نبوت کے بدترین انجام پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

شمار	اسمائے منکرین ختم نبوت	انجام	سن انجام	دور خلافت وحکومت
۱۔	عبہلہ بن کعب معروف بأسود العنسی	قتل ہوا	۱۱ھ	حضرت ابوبکر صدیقؓ
۲۔	مسیملہ بن کبیر حبیب الکذاب	قتل ہوا	۱۱ھ	حضرت ابوبکر صدیقؓ
۳۔	مختار بن ابوعبد ابن مسعود ثقفی	قتل ہوا	۶۷ھ	حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ
۴۔	حارث ابن سعید کذاب	قتل ہوا	۷۹ھ	عبدالملک ابن مروان
۵۔	مغیرہ ابن سعید عجلی	قتل کیا گیا	۱۱۹ھ	ہشام ابن عبدالملک ابن مروان
۶۔	بیان ابن سمعان	قتل کیا گیا	۱۲۶ھ	ولید ابن یزید
۷۔	اسحاق اخراس	قتل کیا گیا	سن معلوم نہ ہوسکی	خلیفہ ابوجعفر منصور
۸۔	سیس خراسانی	قتل کیا گیا	۱۵۰ھ	خلیفہ ابوجعفر منصور
۹۔	ابوعیسیٰ بن اسحاق یعقوب اصفہانی	قتل کیا گیا	معلوم نہیں ہے	خلیفہ ابوجعفر منصور
۱۰۔	حکیم مقنع خراسانی	خودکشی کی	۱۶۳ھ	خلیفہ مہدی
۱۱۔	بابک ابن عبداللہ خرمی	قتل کیا گیا	۲۲۳ھ	خلیفہ معتصم باللہ
۱۲۔	علی بن محمد عبدالرحیم	قتل کیا گیا	۲۷۰ھ	خلیفہ المعتمد علی اللہ
۱۳۔	ابوسعد حسن بن سیرام	قتل کیا گیا	۳۰۱ھ	....
۱۴۔	محمد بن علی شمغانی	قتل کیا گیا	۳۲۲ھ	خلیفہ راضی باللہ

یہ تھے مشہور منکرین ختم نبوت اور مدعیان نبوت اور جب بھی کسی اسلامی دور میں انہوں نے سر اٹھایا ہمارے خلفاء اور امراء نے ان کو تہہ تیغ کر کے رکھ دیا، یا انہوں نے مجبوراً خودکشی کی یا توبہ کرنے پر آمادہ ہوگئے۔اسی لیے اہل کتاب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہی سے خلافت کے عدم قیام یا قیام کے بعد سقوط کی بھرپور کوشش کرتے رہے مگر ۱۳۰۰سو سال بعد انہیں اس میں کچھ حد تک مسلمانوں کی اعتقادی کمزوری کی وجہ سے اور کتاب وسنت سے بعد کی بنا پر کامیابی ملی مگر انشاء اللہ ایک بار پھر خلافت قائم ہوگی۔و ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ* و اللہ متم نورہ و لو کرہ الکافرون!

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ سقوط خلافت سے قبل اس کے ضعف کے زمانہ ہی سے ایک بار پھر انکار ختم نبوت کے فتنے نے سر اٹھایا اور انیسویں صدی کے اوائل میں باب اللہ نے پھر بہاؤ اللہ نے اور اسی صدی کے اواخر میں مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا بلکہ پچھلے دو سو سال میں جتنے مدعیان نبوت ومہدویت کھڑے ہوئے وہ ۱۲۰۰سو سال کے مقابلہ میں اضعافا مضاعفہ ہے؛ گویا دشمن کی یہ ایک منظّم سازش ہے کہ وہ ختم نبوت کا قلع قمع کرنا چاہتے ہیں مگر انشاء اللہ وہ قیامت تک اس میں کامیاب نہیں ہوں گے۔

منکرین ختم نبوت کے ساتھ جہاد بالسیف کے بعد جہاد بالقلم: جیسا کہ اوپر تاریخ کے حوالے سے واضح کیا گیا کہ جب بھی اسلامی دور حکومت میں کسی نے ختم نبوت پر حملہ کیا اس کو واصل جہنم کر دیا گیا،مگر جب استعماری طاقتیں عالم اسلام پر غالب آگئیں اور اس طرح کے فتنوں نے سر اٹھایا تو علماء قلم وکاغذ لے کر میدان کارزار میں کود پڑے اور الحمد للہ ختم نبوت کا بھرپور دفاع کیا، انگریز کے زمانہ میں عدالتوں میں اور کتابوں کے ذریعہ صرف غلام احمد قادیانی ملعون کے رد میں ایک اندازے کے مطابق ۲۰ ہزار صفحات اردو میں تحریر کیے گے،احتساب قادیانت کے نام سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ۲۳ جلد پر مشتمل چالیس کے قریب علماء کے بارہ ہزار صفحات کی طباعت کی ہے، جس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ مسئلہ کتنا اہم ہے۔تو آئیے اب میں مختصر اس پر روشنی ڈالتا ہوں۔

گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں: تحفظ ختم نبوت کتنا اہم ترین مسئلہ ہے،اس کا اندازہ آپ خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیری قدس اللہ سرہٗ کے اس واقعہ سے کر سکتے ہیں۔۲۶ اگست ۱۹۳۲ء کو یوم جمعیۃ المبارک تھا۔جامع مسجد الصادق بہاولپور میں آپ نے جمعہ کی نماز ادا فرمانا تھی۔مسجد کے اندر تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔قرب وجوار کے گلی کوچے نمازیوں سے بھرے ہوئے تھے نماز کے بعد آپ نے اپنی تقریر کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا: میں بواسیر خونی کے مرض کے غلبہ سے نیم جاں تھا اور ساتھ ہی اپنی ملازمت کے سلسلہ میں ڈابھیل کے لئے پابہ رکاب کہ اچانک شیخ الجامعہ صاحب کا مکتوب مجھے ملا جس میں بہاولپور آکر مقدمہ میں شہادت دینے کے لئے لکھا گیا تھا۔میں نے سوچا کہ میرے پاس کوئی زادراہ ہے نہیں۔شاید یہی چیز ذریعہ نجات بن جائے کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کا جانبدار بن کر یہاں آیا ہوں۔

یہ سن کر مجمع بے قرار ہو گیا۔آپ کے ایک شاگرد مولانا عبدالحنان ہزاروی آہ وبکا کرتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور مجمع سے بولے کہ اگر حضرت کو بھی اپنی نجات کا یقین نہیں تو پھر اس دنیا میں کس کی مغفرت متوقع ہوگی؟ اس کے علاوہ کچھ اور بلند کلمات حضرت کی تعریف وتوصیف میں عرض کئے جب وہ بیٹھ گئے تو پھر مجمع کو خطاب کر کے فرمایا کہ: ''ان صاحب نے ہماری تعریف میں مبالغہ کیا۔حالانکہ ہم پر یہ بات کھل گئی کہ گلی کا کتا بھی ہم سے بہتر ہے اگر ہم تحفظ ختم نبوت نہ کر سکیں''۔(کمالات انوری)(احتساب قادیانیت:ج۴/ص۳۶)

(باقی آئندہ شمارے میں)

اَمارتِ شرعیہ دارالافتاء والقضاء
بجبہاڑہ اسلام آباد کشمیر

فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم

اللہ تعالیٰ کا بے حد کرم وفضل واحسان ہے کہ اُس نے ہمیں ایک اہم دستورِ حیات یعنی قرآن پاک عطا کیا ہے تا کہ اس کے تحت ہم اپنے تمام مسائل کا اور منازعات کا حل کر سکتے ہیں کیونکہ اس میں کسی ایک فریق پر ظلم وزیادتی اور رُشوت ستانی کا کوئی امکان ہی نہیں ہوتا بلکہ یہ قرآن سراسر ہدایت اور رحمت ہے۔ اوپر والی آیتِ کریمہ میں اللہ پاک اپنے مسلمان بندوں کو متوجہ کر رہے ہیں کہ جب بھی آپ کا کوئی مسئلہ ہو یا کوئی منازعت کی کوئی صورت ہو تو آپ اللہ کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہی کو اپنے متنازع مسائل میں حَکم بنالے اور یہی لوگ حقیقی مؤمن کے مصداق ہیں۔لہٰذا ہم تمام اُمت مسلمہ کو اس بات سے آگاہ کرتے ہیں کہ اُمت مسلمہ بھی اپنے تمام متنازع مسائل کو قرآن وسنت کے تابع ہی حل کریں اور یہی حقیقی مسلمان کی پہچان بھی ہے۔اس کیلئے قصبہ بجبہاڑہ میں دارالافتاء والقضاء اِمارت شرعیہ مصباح المدارس نصیبی بابا محلّہ بجبہاڑہ میں یہ اِدارہ تین سال پہلے معرض وجود میں آچکا ہے جہاں پر جیّد مفتیانِ کرام اور قضاۃ حضرات کی خدمات ہمیشہ میسّر رہتی ہے۔یہی مفتیان کرام اور قضاۃ حضرات مقدّمے کی سماعت کر کے مسئلے کا بآسانی شرعی حل پیش کرتے ہیں۔اس میں صرف اور صرف یہ مقصد ہے کہ اُمت مسلمہ کو قرآن وسنت کے تابع اُن کے نجی اور اجتماعی مسائل کا حل کیا جا سکے جو دونوں فریق کیلئے دُنیا وآخرت کی سعادت مندی کا باعث ہے۔

لہٰذا تمام اُمت مسلمہ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ اپنے نجی مسائل جیسے نکاح،طلاق،فسخ،بیع وشراء،وراثت،وصیت وغیرہ میں اِمارت شرعیہ دارالافتاء والقضاء کی طرف رجوع کریں جس میں اصولِ اربعہ یعنی شرعی اصول وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ اور رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کا مقدّس کلام سنا کر ہی مسئلے کو سلجھایا جاتا ہے جبکہ دارالقضاء سے کئی کٹھن معاملات کا بھی حل کیا گیا ہے اور کچھ مسائل اور مقدّمات کی کاروائی زیرِ عمل ہے۔نیز اللہ سے دُعا ہے کہ اِس اِدارے کو قائم ودائم رکھے اور ترقیات سے نوازے اور اپنی خوشنودی کا باعث بنا کر ہمارے لئے سعادتِ دارَین کا سبب بن سکے۔

نوٹ: دارالقضاء میں مقدمات کی کاروائی صرف اور صرف جمعرات میں ہوتی ہے نیز ضرورت کے وقت مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں:

9018704392

منجانب: اَمارتِ شرعیہ دارالافتاء والقضاء بجبہاڑہ اسلام آباد کشمیر

CHAND
SOLARS
NEAR J&K BANK,
T.P. BRANCH
KULGAM
Cell No's: 9419639044,
9596106546

SIRCOMPUTERS
DANGERPORA
ISLAMABAD
Cell No's: 9419412525

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

14/ مارچ 2014 جمعۃ المبارک

تعصب کا روگ

اللہ ربّ العالمین نے انسان کو جہاں اشرف المخلوقات کہا ہے وہیں اسے اسفل السافلین بھی قرار دیا ہے ایک صاحبِ ایمان مسلمان جب کرنے پر آتا ہے تو فرشتوں کو بھی پیچھے چھوڑ دیتا ہے اور جب گراوٹ وپستی پر آتا ہے تو درندوں کو بھی مات کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ کھلی رکھی ہے لیکن افسوس کہ بندوں نے اس پر چلنا چھوڑ دیا ہے اور نیکی وبدی کے دو دھاروں میں بدی کے دھارے اور رُخ کو اختیار کرنے کو ترجیح دی ہے۔ بدی ایک ایسا کڑوا کسیلا درخت ہے جو تیزی سے پھلتا پھولتا ہے اور غیر سلیم الطبع انسانوں کو اپنی طرف بآسانی مائل بھی کر لیتا ہے، نیکی کے پھیلانے میں مشقت پیش آتی ہے جبکہ بدی کے پھیلنے میں محنت کی ضرورت ہی نہیں پڑتی، اسکا عام مشاہدہ دنیا کرتی رہی ہے اور کرتی رہیگی۔

بدی کا ایک پُرکشش لیکن دھوکے میں ڈالنے والا پھل ''تعصب'' بھی ہے اس کو ہم نے پُرکشش اور پُرفریب اسلئے کہا کہ نادان انسان بدی کے اس پھل کو کبھی نیکی سمجھ کر استعمال کرنے سے دریغ نہیں کرتا، اگر چہ تعصب ایک ایسا بیج ہے کہ خدانخواستہ دل میں پڑ جائے تو پھر وہ اپنے پر پُرزے نکالتا ہے اور اسکے ساتھ کئی ایک دوسری بیماریوں کو جنم دیتا ہے مثال کے طور پر ایک معاملہ اقرباء پروری کا ہے، اپنے رشتہ داروں سے محبت وچاہت ایک فطری اَمر ہے اور اسلامی حدود میں رہ کر اسے تحسین کی نظروں سے بجا طور پر دیکھا جا سکتا ہے مگر جب یہ محبت ومودّت اپنے حدود سے آگے بڑھ جاتی ہے تو اپنوں کیلئے محبت دوسروں کیلئے نفرت کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور انسان اتنی سطحیت پر اُتر آتا ہے کہ وہ دوسروں کی حق تلفی کرنے میں عار محسوس نہیں کرتا، یہی اقرباء پروری اور کنبہ پروری ہے جس نے نامعلوم اب تک کتنے حقداروں کے ارمانوں کا خون کیا ہوگا اور کتنے اہل ولائق افراد کا جائز مقام ومنصب چھینا ہوگا اس لحاظ سے اقربا پروری اور کنبہ پروری کو ظلم وزیادتی کہنا ہرگز بے جا نہیں۔ اقربا پروری کا ایک لازمی عنصر یہ ہوتا ہے کہ اپنے کسی نااہل عزیز کو کوئی مقام ومنصب ضرور عطا کیا جاتا ہے اور وہ اپنی نااہلی کی بناء پر ظاہر ہے کہ منصب حق ادا کرنے سے قاصر رہتا ہے، کسی نااہل کو کوئی منصب عطا کیا جائے تو ظاہر ہے کہ وہ اپنی لاج اور دھرم رکھنے کیلئے ہاتھ پیر مارتا ہے، نتیجہ میں خوشامدی اور منافقین اسکے ارد گرد ہالہ بنا لیتے ہیں اور یہی لوگ اسکے ہاتھ پیر بن جاتے ہیں اور منافقین کسی ادارے یا کسی شخصیت کے کبھی بھی وفادار نہیں ہو سکتے بلکہ وہ موقع پرست، خوشامدی، مفاد پرست اور چڑھتے سورج کے پجاری ہوتے ہیں نتیجے میں ادارہ نااہلوں سے بھر جاتا ہے اور اسکی اصل روح واسپرٹ ختم ہو جاتی ہے۔ تعصب کی دوسری شکل جو خود فریبی میں انسان کو مبتلا کر دیتی ہے اور اسے نیکی دکھائی دیتی ہے، وہ یہ ہے کہ کسی تحریک کے اچھے بُرے میں تمیز کرنا اور اسے اختیار کرنا ہم مسلمانوں کا یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ جنہیں کلمہ طیبہ کی شکل میں اتحاد کی وہ اسباب فراہم کی گئی ہو جس سے پوری دُنیا کو ایک پلیٹ فارم پر لایا جا سکتا ہے، وہی اُمت اس بات پر متفق ہے کہ وہ کبھی متفق ومتحد نہیں ہوگی، مثلاً اسلامی جماعتوں ہی کے مسئلے کو لیجئے بقول مولانا شاہ ابرار الحق صاحبؒ دینی جماعتوں ہی کو ایک دوسرے کا رقیب نہیں بلکہ رفیق ہونا چاہیے لیکن ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ صورتحال اس سے بالکل مختلف ہے اور نوبت یہاں تک آپہنچی ہے کہ ان کے نزدیک اسلام کا درجہ ثانوی حیثیت رکھتا ہے، ڈر محسوس ہوتا ہے کہ دوسری صحیح العقیدہ جماعتوں یا اداروں سے بغض وعناد رکھنے کے عوض کہیں قیامت کے دِن یہ نام نہاد تحریکی سرگرمیاں منہ پر نہ ماردی جائیں کہ تمہاری کوششوں کا مقصد تحریک کو تقویت پہنچانا تھا وہ پہنچ چکیں، اسلام سے تمہاری کوششوں کو کوئی سروکار نہ تھا، تحریکوں کے ساتھ ساتھ یہی حال مسلک ومشرب کا ہے اور بعض دفعہ اس میں اتنی شدت آجاتی ہے کہ جگ ہنسائی ہوتی ہے جیسے کہ عمرانہ کیس میں دیکھنے میں آیا اور بعض دفعہ مسلک ومشرب کی شدت نعوذ باللہ بُت کی حیثیت اختیار کر لیتی ہے کہ سب کچھ کہو مگر ہمارے لات وعزیٰ کے بارے میں زبان نہ کھولو۔

تعصب کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ اسے نیکی سمجھے جانے کے فریب نے اسے ایک تناور درخت بنا دیا ہے جس کے پھل باہمی نفرت وعداوت، بغض وحسد، کینہ اور شدت پسندی کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں جس نے اتحاد بین المسلمین کو پارہ پارہ کر رکھا ہے، اس سلسلے میں ہمیں مثبت انداز سے سوچنا چاہیے کہ اتحاد زندگی ہے اور انتشار موت، نیز اللہ کے رسول ﷺ نے اس امت میں ''امت پناہ'' پیدا کرنے کیلئے کیا کچھ نہیں کیا اور فرمایا کہ سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، نیز امت کے مثال ''بنیان مرصوص'' کی ہے، آپؐ کی تعلیمات ایک دوسرے کے دلوں کو جوڑنے کی ہے آپ شیشوں کے مسیحا تھے جو ٹوٹے ہوئے دلوں کو باہم جوڑ دیتے تھے پھر اس موقع پر ہم اس فرمان الٰہی کو کیسے فراموش کر دیں کہ ''وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا'' نیز یہ انتباہ کہ اگر تم منتشر ہو گئے تو تمہاری ہوا اُکھڑ جائیگی نتیجہ صاف ہے کہ دُشمن بآسانی غالب آجائے گا اور آج ہم یہ اپنی نظروں سے دیکھ رہے ہیں کہ ایک سپر پاور بآسانی تمرد وسرکشی، سامراجیت اور اسلام دُشمنی کی تمام حرکتوں کا ارتکاب کر رہا ہے اور پورا عالمِ اسلام خاموش تماشائی بنا ہوا ہے۔

جواھر القرآن

معوذتین پڑھ لیا کریں...... پریشانیوں اور مصیبتوں سے نجات ملے گی

گذشتہ سے پیوستہ

آپ کہئے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں تمام مخلوق کے شر سے، اور رات کے شر سے جب اندھیرا پھیل جائے، اور گرہ لگا کر ان میں پھونک مارنے والیوں کے شر سے، اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔ (سورۂ فلق)

کلبی نے بروایت ابو صالح حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول نقل کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہو گئے، (خواب میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو فرشتے آئے، ایک سرہانے کھڑا ہوا اور دوسرا پائینتی، پائینتی والے نے، سرہانے والے سے پوچھا: اس شخص کو کیا ہو گیا ہے؟ سرہانے والے نے کہا: بیمار ہے۔ پائنتی والے نے سوال کیا: کیا بیماری ہے؟ سرہانے والے نے کہا: جادو ہے، پائینتی والے نے پوچھا: کس نے کیا ہے؟ سرہانے والے نے جواب دیا: لبید ابن اعصم یہودی نے، پائینتی والے نے پوچھا: جادو کہاں ہے؟ (اور کیا ہے) سرہانے والے نے کہا: وہ ایک تسمہ میں کیا گیا ہے جو (بنو زُرَیق کے ذَروان نامی) کنویں میں پتھر کے نیچے رکھا ہے، تم کنویں پر جاؤ، کنویں کا سب پانی نکال لو، پتھر اٹھاؤ اور کھجور کے گابھ کو لے کر جلا ڈالو، صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بھیجا، لوگ کنویں پر گئے تو دیکھا کہ کنویں کا پانی مہندی کے پانی کی طرح (سرخ) ہے، ان لوگوں نے پتھر اٹھا کر گابھ کو نکال کر جلایا تو اس کے اندر سے ایک تانت نکلی جس میں گیارہ گرہیں لگی ہوئی تھیں، اور ہر گرہ میں ایک سوئی چبھی ہوئی تھی، اس پر یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایک آیت پڑھتے جاتے تھے اور ایک ایک گرہ کھل جاتی تھی، یہاں تک کہ ساری گرہیں کھل گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بالکل شفایاب ہو گئے، تو لوگوں نے کہا: حضور! ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اس خبیث کو پکڑ کر قتل کر دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، خدا تعالیٰ نے مجھے تندرستی عطا فرمائی، اور میں لوگوں میں شر وفساد پھیلانا نہیں چاہتا۔ بیھقی فی دلا ئل النبوۃ

نوٹ: استعاذہ اور عَوذ کا مطلب شر سے بچانے کی دعا کرنا۔

ذکرِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

قسط: 1

عن أبی هريرة رضی الله عنه أن رجلاً قال للنبی صلی الله عليه وسلم: أوصِنی، قال: لا تغضب، فردَّد مراراً، قال: لا تغضب. (رواه البخاری ٩٠٣/٢)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے وصیت فرما دیجئے، آپؐ نے فرمایا کہ غصہ مت کیا کرو، اس نے کئی مرتبہ اپنا سوال دہرایا اور آپؐ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا کہ غصہ مت کیا کرو۔ (بخاری ۹۰۳/۲) اور ترمذی شریف (۲۲/۲) کی روایت میں ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے کچھ سکھلا دیجئے اور مجھ سے زیادہ باتیں نہ بیان کیجئے تا کہ جو بات آپ بتائیں اس کو میں اچھی طرح یاد رکھ سکوں اور محفوظ کر سکوں، آپؐ نے فرمایا کہ غصہ مت کیا کرو، اس شخص نے اپنی بات کئی مرتبہ دہرائی اور آپ ہر مرتبہ وہی جواب دیتے رہے کہ غصہ مت کیا کرو۔

تشریح: اس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی تھی کہ آپؐ اسے مختصر اور جامع وصیت فرما دیں تو آپؐ نے اس کو غصہ نہ کرنے کی وصیت فرمائی اور اس کے بار بار سوال کرنے پر وہی جواب دیتے رہے اس سے معلوم ہوا کہ غضب (غصہ) شر اور برائیوں کا سرچشمہ ہے اور غضب سے بچنا خیر کی اصل ہے۔

غضب کا معنی: اذیت اور تکلیف پہنچنے کے اندیشے کے وقت موذی کو دفع کرنے کی غرض سے یا اذیت پہنچنے کے بعد موذی سے انتقام لینے کی غرض سے قلب کے خون کا جوش مارنا غضب اور غصہ کہلاتا ہے۔ اور یہ غصہ بہت سے حرام کاموں، گناہوں اور معصیتوں کا سبب بن جاتا ہے مثلاً قتل وغارت گری، مار پیٹ، ظلم وزیادتی، گالی گلوچ، فحش گوئی، غیبت، بہتان، الزام تراشی، لڑائی جھگڑے اور طلاق وغیرہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے، اس طرح سے غضب اور غصہ تمام برائیوں کا سرچشمہ بن جاتا ہے، اور غصہ اور غضب کا ترک تمام خیر اور خوبیوں کی اصل اور اخلاق حسنہ کی بنیاد ہے، حضرت عبداللہ بن المبارکؒ سے درخواست کی گئی کہ آپ حسن خلق (اچھے اخلاق) کو ہمارے سامنے ایک لفظ میں سمیٹ کر بیان فرما دیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ غضب اور غصے کو چھوڑ دیا جائے۔ (جاری)

www.khanqah.in

مہلک روحانی اَمراض۔ طمع، حرص اور شہوت

حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی۔ مدظلہ العالی

نوجوانوں کے نام- 5

کھانے پینے کی حرص

حرص کا تعلق کھانے پینے کے ساتھ بھی ہے۔ طبیعت میں جب حرص ہوتی ہے تو انسان پھر کھانے کا چٹورا بن جاتا ہے.....خوب کھاتا ہے۔ یہ بسیار خوری بہت بڑی غلطی ہے، کیونکہ زیادہ کھانے سے نقصانات بہت زیادہ ہیں۔ نوجوان اس بات کو یاد رکھیں کہ چالیس سال تک انسان کھانے کو کھاتا ہے اور چالیس سال کے بعد کھانا انسان کو کھاتا ہے، اسلئے آج کے دَور میں فاقے سے مرنے والوں کے نسبت، زیادہ کھا کر مرنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ جسے دیکھو زیادہ کھانے کی بیماریوں میں مبتلا ہے۔ بلڈ پریشر، شوگر، ہارٹ پرابلم، یہ سب زیادہ کھانے کی بیماریاں ہیں۔ ان میں سے کوئی فاقے کی بیماری نہیں۔ تو زیادہ کھا کر مرنے والی بیماریاں آج زیادہ ہیں۔

کم کھانا عقل کو بڑھاتا ہے

زیادہ کھانے کے نقصانات میں سے ایک نقصان یہ ہے کہ انسان کے عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ انسان جب خوب پیٹ بھر کر کھانا کھاتا ہے، تو پھر نیند آتی ہے۔ جو ڈٹ کے کھاتا ہے، وہ جم کے سوتا ہے۔ وہ جو اونگھ آتی ہے وہ اصل میں بدنی طور پر جسم کو سلا رہی ہوتی ہے۔ جس طرح انسان بدنی طور پر سوتا ہے، اسی طرح اس کی عقل بھی سو جاتی ہے۔ زیادہ کھانے والے کی عقل ہمیشہ سوتی ہے، اس لئے کہ وہ Lazy (سُست) ہوتا ہے، کھا کر پڑا رہتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں نے اپنی زندگی میں امام محمد رحمہ اللہ کو دیکھا کہ جو موٹے بھی تھے اور عقل بھی تھے۔ فرمانے لگے میں نے اپنی زندگی میں کبھی موٹے شخص کو عقل مند نہیں دیکھا۔ عام طور پر آپ دیکھیں گے کہ موٹا بندہ بھولنے کا عادی ہوگا، وہ چربی فقط جسم پر ہی نہیں چڑھتی وہ عقل پر بھی چڑھ جاتی ہے۔ اسلئے انسان کے آئی کیو (ذکاوت) کے بارے میں موازنہ کیا گیا۔ معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ آئی کیو ان لوگوں کا ہوتا ہے جن کے ویٹ (وزن) تھوڑے ہوتے ہیں۔ ان کے دماغ میں سوچنے کی صلاحیت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔

ہم نے ایک سائنسدان آئن سٹائن کی لاش دیکھی جو مومی فائی کر کے رکھی گئی تھی۔ جیسے اَٹھارہ سال کا لڑکا ہوتا ہے، ایسے اس کا جسم تھا، لیکن کیا دماغ پایا؟ اس نے نظریہ اضافت پیش کیا۔ سائنس کی دُنیا میں آج مادہ پرست لوگ اس کی ایسے عزت کرتے ہیں جیسے دِین کی دُنیا میں ہم لوگ پیغمبروں کی عزت کرتے ہیں۔ اس کا اتنا مختصر جسم تھا کہ بندہ ایک ہاتھ سے اُٹھا لے۔ بات کو جلدی سمجھ جانا یہ ایک صفت ہے اور عموماً ان لوگوں میں ہوتی ہے کہ جن کے وزن ذرا کم ہوتے ہیں۔ اسی لئے محدثین کی حالاتِ زندگی پڑھیں، سارے کے سارے کم کھانے والے تھے۔ امام بخاریؒ کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ صرف سات باداموں پر چوبیس گھنٹے گزارلیا کرتے تھے، پندرہ سال اُنہیں سالن کھانے کا موقع نہ ملا۔ ایک مرتبہ بیمار ہوگئے تو انہوں نے حکیم سے اپنا چیک اَپ کروایا، حکیم نے کہا کہ اس بندے کے ٹیسٹ سے لگتا ہے کہ اس نے تو کبھی زندگی میں مرچ کھائی ہی نہیں۔ جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ پندرہ سال سے میں نے سالن کبھی نہیں کھایا۔ پوچھا، کیا کھاتے ہیں؟ فرمانے لگے کہ بس سات بادام کھا کر گزارا کر لیتا ہوں اور باقی وقت کھانے میں لگانے کی بجائے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث یاد کرنے میں لگا دیتا ہوں۔

ایک کھجور کی طاقت

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اَجمعین کے بارے میں آتا ہے کہ جہاد پر جا رہے تھے اور ان کو پورے دن میں ایک کھور کھانے کو ملتی تھی۔ اس کا مطلب ہے کہ ایک کھجور میں اتنی توانائی ہوتی ہے کہ چوبیس گھنٹے بندہ اس پر گزارا کر سکتا ہے، ڈاکٹروں نے لکھا ہے کہ جو بندہ ایک کھجور کھا لے۔ اس کے جسم میں اتنی کیلوریز آجاتی ہیں کہ اس کو تین دن بھوک کی وجہ سے موت نہیں آسکتی۔ اسلئے ہم جو کھاتے ہیں ہم تو عادتاً زیادہ کھاتے ہیں، ہمارے بدن کی ضرورت نہیں ہوتی۔ میڈیکلی اگر دیکھا جائے تو ہم جو کھا رہے ہیں اس میں سے ممکن ہے پچیس فیصد ہمارے جسم کی ضرورت ہو۔ پچھتر فی صد ہم چباتے ہیں اور جسم سے گذار کر باہر نکال دیتے ہیں۔ ہمارے جسم کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اتنا زیادہ ہم کھانے کے عادی ہیں۔ حالانکہ انسان کی اصل ضرورت بہت تھوڑی ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اِسلام کی نظر میں

حضرت اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ ۔ 4

ابوحنظلہ ۔ کولگام

عہدِ خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم

عہدِ صدّیقیؓ: آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے والد ابوسفیانؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ عہد صدیقی میں موصوف کا شمار خلافت کے والین افراد میں ہوتا تھا۔ تذکرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے ابتدائی اَیام میں حضرت معاویہؓ روایت حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور اس زمانے میں آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکرؓ و حضرتِ عثمانؓ اور اپنی بہن ام حبیبہؓ سے حدیثیں روایت کیں۔ (محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ: ۴/۱۷۴، فتوح البلدان: ۴۸) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد ابن حجر مکیؒ کے مطابق ۱۶۳ ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب کے مقابلے میں

عہد صدیقی میں منافقین اور مرتدین کی شورش نے خطرناک صورت اختیار کرلی تو اس کے خلاف پہلی تلوار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت خالد بن سعید امویؒ کی اُٹھی۔ ان کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ رزمگاہ میں اترے تو حضرت امیر معاویہؓ نے ان کی قیادت میں بے مثال جوہر دکھائے۔

عرب نقاد رضوی لکھتا ہے: ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کسی کا خون بہانا پسند نہیں کرتے تھے مگر پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ اِسلامی روایت کے مطابق مرتدین کے قتل وقتال میں کسی سے پیچھے نہ تھے.....'' ایک روایت یہ بھی ہے کہ مسیلمہ کذاب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے وار سے قتل ہوا۔

جہادِ شام میں حصہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو حضرت ابوبکرؓ نے شام کے لشکر کا اَمیر بنایا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس لشکر کے ہراول دستے کا علمبردار مقرر کیا۔ (فتوح البلدان: ۱۲۳) فتوح البلدان کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کے دوسرے شامی لشکر کے اَمیر بنائے گئے۔

الغرض حضرت اَمیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب مجاہدوں میں سے ایک ہیں، جنہیں صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کی نگاہ انتخاب نے اُمت مسلمہ کی قیادت کیلئے چنا۔ ملاحظہ ہو کہ شام جانے والا یہ پہلا لشکر تھا جسے مشہور سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ ابن الجراحؓ، حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت ابوالعاص سے بھی پہلے دس ہزار کی سپاہ کی معیت میں روانہ کیا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی حربی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا اور فتح ونصرت حاصل کی۔ علامہ بلاذریؒ رقم طراز ہیں کہ: **''وکان لمعاویۃ فی ذلک ملا حسن واثر جمیل''** یعنی ''معاویہؓ نے کارہائے نمایاں پیش کئے اور وہاں بہترین اَثر چھوڑا۔'' بلاذریؒ ہی کے مطابق شامی معرکے کے بعد فتح مرج اور صفر کے معرکے میں آپ رضی اللہ عنہ نے خدمت جہاد سر اَنجام دی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت خالد بن سعید امویؓ، اسی جنگ میں شہید ہوئے تو ان کی شہرہ آفاق تلوار آپ رضی اللہ عنہ کے قبضے میں آئی۔

معلومات کا ذخیرہ کیجئے

س: آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پہننے کے کپڑوں کی تعداد کتنی تھی اور وہ کس کس چیز کے تھے؟

ج: آپ کے لباس میں کرتہ، لنگی، عمامہ، چادر ہوتے تھے جس میں کُرتہ سوتی ہوتا تھا جس کی آستین چھوٹی تھی، ویسے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اون اور کتّان بھی پہنا ہے مگر زیادہ تر سوتی استعمال کرتے تھے اور آپ کے پاس دو سبز چادریں تھیں اور دو کھیس (۱) سُرخ۔ (۲) سیاہ، دھاری والی، ایک کمبل اور ایک تکیہ جس میں پوست خرما بھری ہوئی تھی۔ (نشر الطیب)

س: آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تہبند کی لمبائی اور چوڑائی کتنی تھی؟

ج: آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تہبند کی لمبائی چار ہاتھ ایک بالشت اور چوڑائی دو ہاتھ ایک بالشت تھی۔ (نشر الطیب)

س: آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عمامہ باندھنے کا کیا طریقہ تھا؟

ج: آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عمامہ باندھنے کا طریقہ یہ تھا کہ کبھی اس کا شملہ کو دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑ دیتے تھے اور کبھی بغیر شملہ عمامہ باندھتے تھے اور عمامہ کے نیچے کبھی ٹوپی اوڑھتے اور کبھی نہ اُوڑھتے تھے۔ (نشر الطیب)

چند آسان دَرود: ﴿وَصلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ﴾ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾

www.khanqah.in

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

نماز کا طریقہ۔ صحیح اَحادیث کی روشنی میں

جمع وترتیب: مفتی عمر امین الٰہی۔ دار العلوم الٰہیہ

جب کوئی شخص نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو پہلے اپنے بدن کو حقیقی و حکمی نجاستوں سے پاک کرلے ﴿صحیح مسلم ۱/۱۴۰ عن ابن عمرؓ﴾ اور پاک کپڑے پہن کر ﴿المدثر ۴ :صحیح: مسند احمد ۳۲۵/۶ عن معاویةؓ﴾ پاک جگہ پر ﴿البقرة ۱۲۵ صحیح البخاری ۱/۸۹ عن ابی هریرةؓ﴾ قبلہ کی طرف منہ کر کے ﴿البقرة ۱۴۴ صحیح البخاری ۲۴۵۵/۶ عن ابی هریرةؓ﴾ اس طرح کھڑا ہو کہ دونوں قدم قبلہ کی طرف ہوں ﴿صحیح البخاری ۱/۲۸۴ عن ابی حمیدؓ﴾ دونوں قدموں کے درمیان فاصلہ کم رکھے ﴿حدیث جید: السنن الکبری للنسائی ۱۲۸/۲ عن ابن مسعودؓ﴾ پھر جو نماز پڑھنی ہے اس کی نیت دل سے کرے ﴿صحیح البخاری ۱/۳ عن عمر بن الخطابؓ، صحیح: مجمع الزوائد ۲۶۸/۲ عن ابن مسعودؓ﴾ ﴿مثلاً یہ کہ فجر کی نماز اللہ کے واسطے پڑھتا ہوں﴾ پھر دونوں ہاتھ کانوں کے برابر اُٹھائے ﴿صحیح مسلم ۲/۷ عن مالک بن الحویرثؓ﴾ ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور انگلیاں قبلہ رو رہیں ﴿المعجم الاوسط للطبرانی ح 7810 عن ابی هریرةؓ السنن الکبری للبیهقی ۲۷/۲﴾ اور نگاہیں سجدے کی جگہ پر ہوں ﴿السنن الکبری للنسائی ۲۸۴/۲ عن انسؓ﴾ عورتیں دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اُٹھائیں ﴿مجمع الزوائد ۲۷۲/۲ عن وائل بن حجرؓ، مصنف بن ابی شیبه ۲۳۹/۲ عن الزهریؒ، رفع الیدین للبخاریؒ ۱/۲۳ عن عبد ربهؒ﴾ پھر اللہ اکبر کہہ کر ﴿صحیح مسلم ۵۴/۲ عن عائشةؓ﴾ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے ﴿صحیح: مصنف ابن ابی شیبة ۱/۳۹۰ عن وائل بن حجرؓ، صحیح: مصنف ابن ابی شیبة ۱/۳۹۳ عن ابی مجلزؒ، الجوهر النقی ۳۲/۲ عن انسؓ﴾ خواتین سینہ پر ہاتھ باندھیں ﴿.........﴾ ہاتھ رکھنے کی صورت مردوں کے لئے یہ ہے کہ داہنی ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھے اس طرح کہ گٹے پر داہنے انگوٹھے اور سب سے چھوٹی انگلی کا حلقہ کر لے اور باقی انگلیاں گٹے پر دراز کرے ﴿صحیح: ترمذی ۳۲/۲ عن قبیصة بن هلبؓ، صحیح: نسائی ۱۲۵/۲، صحیح: صحیح ابن حبان ۱۷۰/۵، صحیح: دارمی ۱/۳۱۲ عن وائل بن حجرؓ﴾ نظر سجدہ کی جگہ رہے ﴿حسن: مسند الفردوس ۴۲۵/۲، حسن: بیهقی ۲۸۴/۲ عن انسؓ﴾ اور ہاتھ باندھ کر آہستہ آہستہ ثناء سبحانک اللهم وبحمدک الخ پڑھے ﴿صحیح: ابو داؤد ۱/۲۰۶، صحیح: ترمذی ۱/۱۱ عن عائشةؓ﴾ پھر تعوذ اعوذ باللہ الخ پڑھے ﴿سورة النحل ۹۸، صحیح: مصنف عبد الرزاق ۲۸۶/۲، صحیح: الاوسط لابن المنذر ۱۶۹/۴ عن ابی سعیدؓ، صحیح: دارقطنی ۱/۳۰۰ عن الاسودؒ﴾ اور آہستہ تسمیہ بسم اللہ الخ پڑھے ﴿صحیح: نسائی ۱۳۵/۲، صحیح: صحیح ابن حبان ۱۰۳/۵﴾ پھر سورہ فاتحہ پڑھ لے ﴿صحیح: مسند احمد ۳۴۰/۴، صحیح: صحیح ابن حبان ۸۸/۵ عن رفاعة بن رافعؓ﴾ اور سورہ فاتحہ کے بعد آہستہ سے آمین کہے ﴿الاعراف ۵۵ بخاری ۱/۲۷۰ عن عطاءؒ، صحیح: مستدرک ۲۵۳/۲، صحیح: صحیح ابن حبان ۱۰۹/۵، صحیح: ترمذی ۲۸/۲ عن وائل بن حجرؓ، صحیح: مصنف عبد الرزاق ۸۷/۲ عن ابراهیمؒ﴾ پھر کوئی سورت یا بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھے ﴿صحیح: ترمذی ۳/۲، صحیح: عن ابی سعیدؓ، صحیح: صحیح ابن حبان ۹۲/۵﴾ قراءت صاف صاف اور صحیح پڑھے اور جلدی نہ کرے ﴿صحیح: مسند احمد ۳۰۲/۶، صحیح: ترمذی ۱۸۵/۵﴾ لیکن اگر امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو تو ثناء پڑھ کر خاموش کھڑا رہے، تعوذ، تسمیہ، سورہ فاتحہ اور سورت کچھ بھی نہ پڑھے ﴿الاعراف ۲۰۴ مسلم ۱۵/۲ عن ابی قتادةؓ، صحیح: نسائی ۱۴۱/۲، حسن: ابن ماجه ۱/۷۷، صحیح: مسند احمد ۴۴۸/۶ عن ابی الدرداءؓ﴾ اور جب امام سورۃ فاتحہ کی قرأت کرتے وقت ولا الضالین پر پہونچے تو امام و مقتدی سب آہستہ سے آمین کہیں ﴿بخاری ۱/۲۷۰، صحیح: ابو داؤد ۱/۳۵۳﴾

سورت کے ختم پر پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع کرے ﴿بخاری ۱/۲۷۲، مسلم ۲/۷ عن ابی هریرةؓ﴾ لیکن رکوع میں جاتے وقت اور پھر اس سے سر اٹھاتے وقت اور اسی طرح پہلی تکبیر کے بعد نماز میں رفع الیدین نہ کرے یعنی پہلی تکبیر کے بعد والی تکبیروں میں ہاتھ نہ اٹھائے ﴿صحیح مسلم ۲۹/۲: صحیح: صحیح ابن حبان ۱۹۷/۵ عن جابر بن سمرةؓ، صحیح: ترمذی ۴۰/۲، نسائی ۱۹۵/۲، مسند احمد ۱/۳۸۸ عن عبد الله بن مسعودؓ، صحیح: مسند الحمیدی ۲۷۷/۲، مسند ابی عوانة ۱/۴۲۳ عن ابن عمرؓ﴾ رکوع میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر اُن سے دونوں گھٹنوں کو پکڑ لے پیٹھ بالکل سیدھی رکھے سر کو پیٹھ کی سیدھ میں رکھے نہ اُونچا کرے اور نہ نیچا رکھے ﴿مسلم ۵۴/۲ عن عائشةؓ، صحیح: نسائی ۱۸۷/۲، حسن: مسند احمد ۱۲۰/۴ عن ابی مسعودؓ﴾ بازو اور کہنیاں پسلیوں سے علیحدہ رہیں پنڈلیاں سیدھی کھڑی رہیں ﴿صحیح: ترمذی ۴۵/۲، صحیح: صحیح ابن حبان ۱۸۹/۵ عن ابی حمیدؓ﴾ رکوع میں تین پانچ یا سات بار سبحان ربی العظیم پڑھے ﴿صحیح: مسند احمد ۳۸۲/۵ عن حذیفةؓ، حسن: مسند البزار ۴۷/۲ عن ابی بکرةؓ﴾ رکوع سے اُٹھتے وقت تسمیع اور تحمید پڑھے یعنی سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد ﴿بخاری ۱/۲۷۶ مسلم ۲/۷ عن ابی هریرةؓ﴾ رکوع سے اُٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جائے، اس کو قومہ کہتے ہیں ﴿بخاری ۱/۲۶۳ مسلم ۱۰/۲ عن ابی هریرةؓ﴾ امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہے گا اور مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہیں گے ﴿بخاری ۱/۲۷۴ مسلم ۱۸/۲ عن ابی هریرةؓ﴾ منفرد یعنی تنہا پڑھنے والا سمع اللہ لمن حمدہ اور ربنا لک الحمد دونوں پڑھے گا۔ پھر تکبیر یعنی اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں جائے ﴿بخاری ۱/۲۷۲ مسلم ۲/۷ عن ابی هریرةؓ﴾ پہلے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ ناک پھر پیشانی رکھے ﴿صحیح ابن حبان ۲۳۷/۵ عن وائل بن حجرؓ، صحیح: مستدک ۱/۳۴۹ عن انسؓ، صحیح: مجمع الزوائد ۱۱۱/۲ عن ابن عباسؓ﴾ چہرہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ﴿مسلم ۱۳/۲، صحیح: مسند احمد ۳۱۶/۴ عن وائل بن حجرؓ﴾ اور انگوٹھے کانوں کے مقابل رہیں ﴿صحیح: مصنف عبد الرزاق ۱۷۵/۲، صحیح: الاوسط لابن المنذر ۳۸۷/۴ عن وائل بن حجرؓ﴾ ہاتھوں کی انگلیاں ملی رکھے تاکہ سب کے سرے قبلہ کی طرف رہیں ﴿صحیح: مستدرک ۱/۳۵۰ عن وائل بن حجرؓ، صحیح ابن خزیمة ۱/۳۲۴ عن ابی حمیدؓ﴾ کہنیاں پسلیوں سے اوپر اور پیٹ رانوں سے علیحدہ رہے ﴿صحیح: صحیح ابن خزیمة ۱/۳۴۱ عن ابی حمیدؓ، مسلم ۵۳/۲ عن عمرو بن الحارثؓ﴾ کہنیاں زمین پر نہ بچھائے ﴿بخاری ۱/۱۹۱ صحیح ابن حبان ۲۵۳/۵ عن انس بن مالکؓ﴾ سجدہ میں تین یا پانچ یا سات مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہے یہ ایک سجدہ ہو گیا ﴿صحیح: مسند احمد ۳۸۲/۵ عن حذیفةؓ، حسن: مسند البزار ۴۷/۲ عن ابی بکرةؓ﴾ اب اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ سے سر اُٹھائے۔ پہلے پیشانی پھر ناک پھر دونوں ہاتھ اٹھائے اور اطمینان کے ساتھ اس طرح بیٹھے کہ دایاں پیر اسی طرح کھڑا رہے اور بائیں پیر کو زمین پر بچھادے اور اسی پر بیٹھ جائے ﴿مسلم ۵۴/۲ عن عائشةؓ، صحیح: ترمذی ۱۰۵/۲ عن ابی حمیدؓ﴾ دونوں ہاتھ رانوں پر رکھے، انگلیاں کھلی ہوں رُخ قبلہ کی طرف ہو، انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں ﴿صحیح مسلم ۹۰/۲ عن ابن عمرؓ، صحیح: ترمذی ۸۵/۲ عن وائل بن حجرؓ﴾ پھر پہلے سجدہ کی طرح دوسرا سجدہ کرے ﴿بخاری ۱/۲۷۴ عن ابی هریرةؓ﴾ اب دوسری رکعت کے لئے پنجوں کے بل سیدھے اللہ اکبر کہتے ہوئے بغیر بیٹھے کھڑا ہو جائے ﴿بخاری ۲۴۵۵/۶ عن ابی هریرةؓ، حسن: صحیح ابن حبان ۱۸۰/۵ عن عباس بن سهلؓ، المعجم الاوسط ۳۲۰/۳ عن ابی هریرةؓ﴾ دونوں ہاتھ باندھ لے، ثناء و تعوذ نہ پڑھے سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھ لے ﴿مسلم ۹۹/۲، صحیح: صحیح ابن حبان ۲۶۳/۵ عن ابی هریرةؓ﴾ اگر امام کے پیچھے ہو تو کچھ نہ پڑھے خاموش کھڑا رہے۔ ثناء صرف پہلی رکعت میں ہے فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے ﴿بخاری ۲۶۹/۲ مسند احمد ۳۰۷/۵ عن قتادةؓ﴾ اور سنن و نوافل کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورت پڑھے ﴿﴾ پہلی رکعت کی طرح رکوع قومہ اور دونوں سجدے کرے ﴿بخاری ۲۴۵۵/۶ عن ابی هریرةؓ﴾ دوسرے سجدہ سے اُٹھ کر بایاں پاؤں بچھائے اور اس پر بیٹھ جائے۔ داہنا پاؤں کھڑا رکھے اور اسکی انگلیاں اس طرح موڑ دے کہ ان کے سرے قبلہ رخ ہو جائیں ﴿مسلم ۵۴/۲ عن عائشةؓ، صحیح: ترمذی ۸۶/۲ عن عباس بن سهلؓ﴾ اور دونوں ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھے کہ انگلیاں سیدھی رہیں ﴿صحیح مسلم ۹۰/۲ عن ابن عمرؓ، صحیح: سنن ابو داؤد ۱/۲۶۴ عن وائل بن حجرؓ﴾ پھر تشہد التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایها النبی ورحمة اللہ وبرکاته السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشهد ان لا الٰه الا اللہ واشهد ان محمدا عبده ورسوله پڑھے ﴿صحیح البخاری ۱۱/۵ ۲۳۱ عن ابن مسعودؓ﴾ جب اشهد ان لا الٰه پر پہونچے تو دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ باندھ لے اور چھنگلیاں اور اس کے پاس والی انگلی کو بند کر لے کلمہ کی انگلی اُٹھا کر اشارہ کرے لا الٰہ پر انگلی اُٹھائے اور الا اللہ پر جھکادے اسی طرح حلقہ اخیر تک بنائے رکھے ﴿صحیح مسلم ۹۰/۲ عن ابن عمرؓ، صحیح: ابو داؤد ۱/۲۶۴ عن وائل بن حجرؓ﴾ تشہد ختم کر کے اگر دو رکعت والی نماز ہے تو درود شریف پڑھے درود ابراہیمی پڑھنا افضل ہے ﴿صحیح: صحیح ابن حبان ۲۹۰/۵ عن فضالة بن عبیدؓ صحیح البخاری ۱۲۳۳/۳ عن کعب بن عجرةؓ﴾ درود شریف کے بعد دعائے ماثورہ پڑھے، اللهم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا الخ ﴿صحیح البخاری ۱/۲۸۶ عن ابی بکر الصدیقؓ﴾ اسکے بعد داہنی طرف سلام پھیرے ﴿صحیح مسلم ۹۱/۲ عن سعدؓ﴾ اور سلام پھیرتے وقت داہنی طرف کے فرشتوں اور نمازیوں کی نیت کرے پھر بائیں طرف پھیرے اور اس طرف کے فرشتوں اور نمازیوں کی نیت کرے، اگر امام کے پیچھے ہو تو جس طرف امام ہو اس طرف کے سلام میں امام کی بھی نیت کرے اگر امام کے بالکل پیچھے ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی نیت کرے اور امام دونوں سلاموں میں مقتدیوں اور فرشتوں کی نیت کرے۔ ﴿حسن: ابو داؤد ۳۸۲/۳، صحیح: مستدرک ۱/۴۰۳ عن سمرةؓ﴾ یہ دو رکعت والی نماز مکمل ہو گئی۔ اگر تین یا چار رکعت والی نماز ہے تو عبده و رسوله تک تشہد (التحیات) پڑھ کر فوراً تکبیر کہتے ہوئے کھڑا ہو جائے ﴿صحیح: مسند ابی یعلی ۳۳۷/۷ عن عائشةؓ، صحیح: مسند احمد ۱/۴۵۹ عن ابن مسعودؓ﴾ اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سورہ فاتحہ پڑھے۔ اگر فرض نماز ہے تو سورت نہ ملائے ﴿بخاری ۲۶۹/۲ مسند احمد ۳۰۷/۵ عن قتادةؓ﴾ اگر فرضوں کے علاوہ کوئی دوسری نماز ہے تو سورت بھی ملاوے ﴿اگر امام کے پیچھے ہو تو خاموش رہے﴾ پھر بقیہ نماز مذکورہ طریقہ کے مطابق ادا کرے۔

فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ سے مختلف مواقع پر مختلف اذکار ثابت ہیں، سلام اور مختصر ذکر و اذکار کے بعد دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر دعا مانگے ﴿صحیح: مجمع الزوائد ۲۶۶/۱۰ عن ابن زبیرؓ، الادب المفرد للبخاریؒ ۱/۲۱۴ عن عائشةؓ، صحیح: صحیح ابن حبان ۱۶۰/۳ عن سلمانؓ﴾ اور پھر دعا کے اختتام پر چہرے پر ہاتھ پھیرے ﴿صحیح: ترمذی ۴۶۳/۵ عن عمرؓ﴾//

بقیہ صفحہ 7 پر......

نوٹ: اس شمارے میں شامل اشاعت مضامین و مراسلے وغیرہ سے ادارے کا ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ مدیر

شراب سے دوستی

فطرت کے خلاف بغاوت

شاھد عادل قاسمیؔ

آج ہمارے معاشرے میں ہرطرح کے عوام موجود ہیں خواہ وہ شرفاءواغنیاء میں سے ہوں یا جہلا وغرباء میں سے۔ ہرایک شراب سے دوستی کرنے کے لئے بے تاب ہے اورفطرت کے خلاف بغاوت کرنے پرتلا ہوا ہے،نوجوان طبقہ کے افرادتو کچھ زیادہ ہی شراب،ڈرگس،افیون،تاڑی،بئیر،وہسکی اورُدنیا کی تمام نشہ آور چیزوں کا پرستاراور دل دادہ ہوتا ہے،ملکی،ملّی، مسلکی اوربین الاقوامی خبروں سے آشنا حضرات اس حقیقت سے کما حقہ واقفیت رکھتے ہیں کہ دنیا میں آئے دن جوواقعات رونما ہورہے ہیں کبھی قتل وغارت گری،راہ زنی،ڈکیتی،بدکاری،بدنگاہی کی خبریں ملتی ہیں توکبھی زنا بالجبر،خودکشی،الزام تراشی اورعجیب وغریب واقعات سننے کو ملتے ہیں ان سب کے پیچھے اکثر شارب نوشی کارفرما ہوتی ہیں۔اور محققین کے ریسرچ وتحقیق کیمطابق پچاس فیصدواقعات کا ذمہ دارشراب کے استعمال سے دماغی توازن کھوجاتا ہےاورنشہ خورمحض ہروہ کام کرڈالتا ہےجس کے تصور سے ہرذی عقل انسان رونگٹا کھڑاہوجاتا ہے۔ایسی خطرناک اورموذی سے بچنے کے لئے خدائے ذوالجلال نے ہراس چیزکوحرام قراردے دیا ہےجونشہ آورہےجس میں منشیات کا دخول ہے۔موجودہ وقت کی صورت حال یہ ہے کہ دنیا کے تمام ڈاکٹرس،حکیم،وید،دانشوران اورمفکرین کے سامنے نشہ آورمنشیات سماجی اقدار کے لئے مسائل بنے ہوئے ہیں اس کے اثرات ونقصانات کودیکھ کریورپین اورمغربی ممالک کے ماہرین یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ آخراس بلا سے کیسے مقابلہ کیا جاسکتا ہے؟اورکس طرح اس پرقابو پاکرمہلک اورموذی مرض کوجنم ہونے سے بچایا جاسکتا ہے؟اس کی روک ٹوک اورانسداد کیلئے صرف قانون وضابطہ کا ہی سہارانہیں لیا گیا ہے بلکہ آئین دستورتک میں تبدیلی کی گئی ہے،یہ توشریعت اسلامیہ کامجال ہے کہ انہوں نے اس مشن میں کامیابی حاصل کی اورصرف قانون کے ذریعہ ہی نہیں بلکہ انسانی ذہنوں کی تربیت کی اوروہ عادت جوایام جاہلیت میں لوگوں کی نس نس میں رچ بس کرفطرت ثانیہ بن گئی تھی اس تحریک پرکامرانی حاصل کی اوراس کی پکار پرمحبان اسلام نے شراب کو ہمیشہ کے لیے ''خیرباد'' کہہ دیا اورلوگوں کو یہ باورکرادیا گیا کہ شراب کے ذریعہ انسان گرچہ وقتی چین وسکون اورقوت وصلاحیت محسوس کرتا ہےلیکن درحقیقت وہ گناہوں کی جڑاور بیماریوں کا معدن ہوتی ہے یہی وجہ ہے آج انسان نشے میں دُھت کبھی ماں،بہن،خالہ،پھوپھی وغیرہ جیسی مقدس ہستیوں پر دست درازی کربیٹھتا ہےتوکبھی بیوی،سالی،ساس،خسروغیرہم کے ساتھ گھٹیااورگھناؤنا کام کرجاتا ہےاس کے علاوہ شرابی کبھی معدے،گردے اورجگر کی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہےتوکبھی سِل کی بیماری،چہرے کی ہیئت وشکل کی تبدیلی اوربھوک کی کمی کا شکارہوجاتا ہےاوراپنی قیمتی زندگی کوعارضی سکون کی خاطر بھینٹ چڑھا دیتا ہےجبکہ دورِحاضر کے اطباء سے لے کرعام مریض تک جانتے ہیں کہ شراب سے نہ توعضوکویااعضائے جوارح کوقوت ملتی ہےاورنہ ہی شراب جزءبدن بنتی ہے نہ ہی شراب سے خون بنتا ہے بلکہ دمہ کی بیماری،دائمی کھانسی دامن گیرہوجاتی ہےاورانسان آہستہ آہستہ موت کی تمنا کرنے لگتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ شرابی نہ تومنکرات سے بچتا ہے نہ ہی بچنے کی کبھی سوچتا ہےایک شرابی بیک وقت زنا کاری،راہ زنی،بدگوئی،خودکشی،جیسی سینکڑوں برائیوں میں ملوث ہوتا جن پرلعنت بھیجی گئی ہے؛ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے دس آدمیوں پرشراب کے بارے میں لعنت فرمائی ہے۔(۱)شراب نچوڑنے والا۔(۲)بنانے والا۔(۳)پینے والا۔(۴)پلانے والا۔(۵)لاکردینے والا۔(۶)جس کے لئے لائی جائے۔(۷)فروخت کرنے والا۔(۸)خریدنے والا۔(۹)ہبہ کرنے والا۔(۰۱)آمدنی کھانے والا۔(ابوداؤد)

اللہ ہماری اورامت مسلمہ کے تمام افراد کی حفاظت فرمائے اوریہ شعور بخشے کہ آج آئے دن شراب کی بدولت کیا کیا اورکیسے کیسے گھناؤنے،دل سوز واقعات نمودار ہورہے ہیں اور ہمارا اقتصادی حالت ککس طرح بدتر ہورہی ہےتوہم پر یہ حقیقت واضح ہوجائے گی کہ اقتصادی ترقی میں شراب کس قدرحائل ہے،گاؤں میں اگرشراب کی دُکان ہےتولائن لگی رہتی ہےاورروزمرہ کے مصارف میں سب سے زیادہ رقم شراب پرختم ہوتی ہے،پسماندہ طبقہ کےلوگ دردرکی ٹھوکریں کھاکر چند پیسے جمع کرتے ہیں وہ بھی شراب کی نذرہوجاتے ہیں جس سے ان کی زندگی،مستقبل اورآنے والی یا موجودہ نسل بربادہوجاتی ہےاورخودبھوک مری،جسمانی کمزوری،ذہنی تعطل اوراقتصادی زبوں حالی کا شکار ہوجاتا ہے۔اس لعنت سے بچنااورسماج کوبچانا ہماری اورآپ کی ذمہ داری ہے۔

سی ٹی اسکین کیا ہے؟ CT SCAN

جسم کے اندرونی حصہ میں مرض کی شناخت کے لئے آج سی ٹی اسکین کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے،بغیرکسی امتحانی رپورٹ کے آج کوئی بھی ڈاکٹرعلاج کرنے کیلئے تیارنہیں ہوتااورپھرایک طریقہ سے کئے گئے امتحان کی رپورٹ کوبھی بعض اوقات ڈاکٹرقبول کرنے سے ہچکچاتے ہیں اورچاہتے ہیں کہ اس کے مختلف پہلواُن کی نظروں کے سامنے آئیں توپھرسی ٹی اسکین ضروری ہوجاتا ہے۔

ایک زمانے میں ایکسرے کی مدد سے ہی بہت سارے آپریشن یاعلاج ہوجاتے تھے،ایکسرے صرف مقابل کے پہلوکوہی ظاہرکرتے ہیں لیکن ڈاکٹراپنی مہارت سےعلاج یا آپریشن کرتے تھے،آج کے ترقی یافتہ دَور میں ڈاکٹر کوئی خطرہ مول نہیں لیناچاہتے،وہ چاہتے ہیں کہ متاثرہ مقام کاہرپہلواُن کے سامنے موجودہوجس کیلئے سی ٹی اسکین Cupputed Axial Tomography کروایاجاتا ہےجس کی مدد سے ایک ہی وقت میں متاثرہ حصہ کے مختلف پہلو سےکئی تصاویرسامنے آجاتی ہیں۔

سی ٹی اسکین کروانے کیلئے مریض کوایک ٹیبل پرلٹاکرایکسرے کے نیچے پہنچایا جاتا ہے جسے گیانٹری کہتے ہیں اس کے بعد جس حصہ کی تصاویرحاصل کرنا ہواس حصہ پرایکسریز شعاعیں چھوڑی جاتی ہیں تومشین گھومتے ہوئے اس حصہ کی تصاویربناتی ہے،ان شعاعوں کوضرورت کے مطابق جسم میں پہنچایا جاتا ہے،بعض شعاعیں جسم کے پار ہوجاتی ہیں توبعض جسم کے اندرایک حدتک پہنچ کرٹھہرجاتی ہیں اوربعض اوپری حصہ میں ہی رُکی رہتی ہیں جوشعاعیں جسم کے پارہوجاتی ہیں ان کوڈیٹکٹر کی مدد سے کمپوٹرکوپنچایا جاتا ہے،کمپوٹرعضو کے مختلف پہلوکی تصاویرکوچھوٹے چھوٹےٹکڑوں کی شکل میں ظاہرکرتا ہے۔

فکر صحت

سی ٹی اسکین کی کب ضرورت پڑتی ہے؟

ویسے توسی ٹی اسکین سے جسم کے ہرعضوکی تصویراتاری جاسکتی ہے،لیکن بعض حالات میں جہاں دوسرے طریقے ناکام ثابت ہوتے ہیں سی ٹی اسکین کامیابی سے تصاویرنکالتا ہے،خصوصیت سے ہڈیوں کی بناوٹ اورسختی کی جانچ میں تویہ بہت کارآمد ثابت ہوا ہے،حادثات کے بعد جانچ کیلئے توسی ٹی اسکین کاثانی نہیں،دماغ کی تصاویر اتارنے کے بعدصاف پتہ چل جاتا ہے کہ سرکی ہڈیوں میں کہاں فریکچر ہے،دماغ میں کہاں خون جم گیا ہے،یادماغ کوکہاں نقصان یاصدمہ پہنچا ہے،خون کی کون سی رگیں پھٹ گئی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

☆ دَورہ اورفالج کے مریضوں میں زیادہ تردماغی کیفیت ایم آرآئی امتحان سے معلوم کی جاتی ہے،لیکن سی ٹی اسکین کی بات ہی کچھ اور ہےاس کاخرچہ بھی کم ہے۔

☆ ناک میں سائی نس Sinus کے جوُانے ہوتے ہیں وہ سی ٹی اسکین سے صاف نظرآتے ہیں،سائنوسائٹس کے مریضوں میں اس اسکین کی مدد سے معلوم کیا جاتا ہے کہ کتنے خانے فاسد مواد کی وجہ سے مکمل یا جزوی طورپر بندہو گئے ہیں،فاسد مادہ کی مقدار کیا ہے،اسی لئے کان ناک اورحلق کے ماہرڈاکٹرسائی نس یا کان کا آپریشن کرتے وقت سی ٹی اسکین کی تصاویر سے استفادہ کرتے ہیں،جس میں کان سے پیپ کا بہنا،آنکھوں میں چکر،کان کے اندرونی ودرمیانی حصہ کی تصاویرصاف اورواضح شکل میں آجاتی ہیں۔

☆ پھیپھڑوں کے تمام پہلوپرنظرڈالنے کیلئے سی ٹی اسکین اکیلی سہولت ہے،پھیپھڑوں میں پانی موجودنہیں ہوتا صرف ہوارہتی ہے،اسلئے ایم آرآئی اسکین میں واضح تصاویرنہیں آتی ہیں،اسلئے وہ اتنا کارآمدنہیں جتنا کہ سی ٹی اسکین ہوتا ہے،پھیپھڑوں کاجب ایکسرے کروایا جاتا ہےتونقص معلوم ہوجاتا ہےلیکن وہ پھیپھڑے کےکس مقام پر ہے اس کاصحیح پتہ نہیں چلتا جب کہ سی ٹی اسکین پھیپھڑوں کے ٹکڑے یاحصے کرکے کئی تصاویراتارتا ہےجس سے پتہ چلتا ہے کہ نقص کس مقام پرہے۔

☆ دِل کوخون پہنچانے والی رگیں جب بندہوجاتی ہیں تورنگین مادہ رگوں میں پہنچاکربندرَگ کے مقام کاپتہ چلانے یعنی انجیوگرافی میں سی ٹی اسکین بےانتہامددگارثابت ہوتا ہے۔

☆ بدن میں کینسر کے مقام کاپتہ چلانےاوریہ معلوم کرنے کیلئے کہ وہ کس درجہ میں ہےسی ٹی اسکین اہم ذریعہ ہے۔

☆ پیٹ میں موجوداہم اعضا جیسے جگر،تلی،گردے وغیرہ کی بیماریوں کا پتہ چلانے میں بھی سی ٹی اسکین کی بہت اہمیت ہے،دوسرے ذرائع جیسے کولونواسکوپی،انڈواسکوپی کے ذریعہ جن بیماریوں کا پتہ نہیں چلتاوہ سی ٹی اسکین سے پہچانے جاتے ہیں۔

سی ٹی اسکین مشین کیا ھے؟

۱۹۷۰ءمیں بنائے گئےسی ٹی اسکین سے کسی عضوکی تصویراتارنے میں پندرہ منٹ لگتے تھے،نئے ماڈل کی سی ٹی اسکین مشین صرف تین منٹ کاوقت لیتی ہے،ترقی یافتہ ممالک میں استعمال ہونے والےسی ٹی اسکین جنہیں ملٹی ڈینکٹراسپرل سی ٹی اسکین کہتے ہیں اسکے ذریعہ سارے جسم کااسکین چھ سےدَس سیکنڈ میں ہوتا ہے،اس اسکین میں بیمار کے اطراف گھومنےوالا کیمرہ ایک سیکنڈ میں چونسٹھ مرتبہ گھومتا ہےاس کی قیمت انڈین کرنسی میں دَس کروڑ روپے تک ہوتی ہے،فی الوقت ہمارے ہاں دستیاب اسکین مشین کے کیمرے ایک سیکنڈ میں دوسے سولہ مرتبہ گھومتے ہیں۔

احتیاط:۔ سی ٹی اسکین میں بھی ایکسرے شعاعیں ہی استعمال ہوتی ہیں،اس لئے حاملہ عورتوں کوچاہیے کہ وہ حمل کے بارے میں ریڈیولوجسٹ کوپہلے ہی بتلادیں ورنہ ایکسرے شعاعوں سے پیٹ میں موجودبچہ کونقصان پہنچ سکتا ہے،بہتریہ ہے کہ بطوراحتیاط کسی بھی صورت میں سی ٹی اسکین کرانے سے بچیں۔گردوں،پیٹ کی بیماری معلوم کرنے یاانجیوگرامی کرتے وقت جسم میں رنگین دواچڑھاناپڑتا ہےاسلئے الرجی یااستھما کے مریض کوچاہیے کہ وہ اپنی کیفیت پہلے ہی ڈاکٹرکوبتلادے۔

www.khanqah.in

www.khanqah.in

جائے عبرت

مفتی محمد اسحاق نازکی قاسمی۔حفظہ اللہ تعالیٰ

موت تجدید مذاقِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اِک پیغام ہے

آج کا انسان سائنسی دَور سے گذر رہا ہے،نت نئ تحقیقات پر اس کی نظر ہے،زندگی کو زیادہ سے زیادہ آرام دہ بنانے کی عجیب وغریب ٹیکنالوجی پر اس کی محنت ہورہی ہے،تسخیر کائنات کیلئے وہ بہت ہی اونچی پرواز کر کے ہواؤں کے سینوں کو چیر رہا ہے فضاؤں کو گھور رہا ہے خلاؤں میں تیر رہا ہے،سورج اور چانداور تاروں پر اپنی کمند پھینکنے کیلئے سوچ رہا ہے۔کہکشاؤں سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے،آفتاب ومہتاب کی کرنوں کو سمیٹنے کی سعی کر رہا ہے،زمین کی طنابوں کو اپنے زور بازو سے کھینچ رہا ہے،سمندر کی اتھاہ گہرائیوں میں اتر رہا ہے،کروڑوں میل پھیلے ہوئے سمندر کی لہروں کو زیر کر کے اس کے سطح آب کے سینے کو چیر کر اس کو عبور کرنے کی تگ ودَو کر رہا ہے،ان تمام علمی قوتوں،عملی صلاحیتوں اور تسخیری قابلیتوں کے باوجود یہ انسان موت کے سامنے بالکل بے بس اور عاجز محض ہے۔ **كُلّ من عليها فان۔**

حضرت نبی آخرالزماں سیدنا محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بہتر کوئی رسول نہیں،آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم افضل کائنات،خلاصہ نبوت ورسالت،جوہر انسانیت اور تمام بشری ونبوی کمالات کے حسین ترین جامع تھے مدتوں بعد نبوت کی گود بصورت اولا دِ نرینہ بھری تھی،معصوم بچہ ابراہیم رضی اللہ عنہ پناگاہِ نبوت کی گود میں ہے،سانس اُکھڑ رہی ہے،آخری لمحہ میں ہے،چہرۂ رسالت اس معصوم بچے کو تک رہا ہے کہ یکا یک دستِ اجل نے گلشن رسالت کے اس تازہ پھول کو مکمل طور پر کھلنے سے پہلے ہی شاخِ حیات سے کاٹ دیا۔ابراہیم رضی اللہ عنہ نے آخری ہچکی لی اور آنکھیں موندھ لیں،رُخ زیبا سے ٹپ ٹپ آنسوؤں کی لڑیاں بہہ رہی ہیں،یہ ہے موت اور اس کا مضبوط پنجہ کہ حضرت افضل رُسل صلّی اللہ علیہ وسلّم بھی اپنے معصوم بچے کو اس کے پنجے سے نہ بچا سکے۔

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے   کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

اسی طرح جب ساری انسانیت کے یتیم ہونے کا ربّانی فیصلہ ہوا،یعنی ختم رسالت کے تاجدار،معراج عالم کے علمبر دار اور شفاعت کُبریٰ کے تن تنہا حقدار سیدنا محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے جب اس عالم فانی سے تشریف لے جانے کا فیصلہ ہوا تو یہ الہامی کلمات بابرکات زبانِ رسالت فیض پناہ پر جاری تھے۔ فداہ اَبی واُمّی ورُوحی واولادی

(۱) اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی سَکَرَاتِ الْمُوْتِ(۲) اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی(۳) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ لِلْمُوْتِ سَکَرَاتٍ۔اس سے موت کی حقیقت اور اس کا خوف ناک منظر۔اس کا فلسفہ اس کے سامنے ہر ایک کی بے بسی اور سختی بخوبی عیاں ہوتی ہے۔

عاشق بر گورِ معشوق: دو گہرے دوست تھے بلکہ یوں کہیں "یک جان دوقالب" تھے ایک مرتبہ اچانک بلکہ اپنے مقررہ وقت پر ایک دوست کا انتقال ہوا دورا دوست اس غم فراق کو برداشت نہ کر سکا،اس کی یاد میں وہ جنگلوں اور بیابانوں کی راہ لیتا،کبھی آبشاروں سے خطاب کرتا تو کبھی دریائے رواں کو دیکھ کر یا تو خود بخود مسکراتا تھا یا روتا رہتا تھا،ایک مرتبہ وہ اپنے مرحوم دوست کی قبر پر گیا اور اس کے ساتھ یوں گفتگو کی۔

شب کو جانکا تھا اِک دن مزار یار پر   اس وجہ سے مثل اَبر آنکھیں مری خون بار ہیں
قبر پر الحمد للہ پڑھ کر دوست سے میں نے کہا   ہم گریباں چاک ماتم میں ترے اے یار ہیں
شاد ہے کچھ تو بھی زیر خاک اے نازک بدن   شمع روشن ہے گلوں کے قبر پر اَنبار ہیں
کیا ہوا مرنے کے بعد اے راہی ملکِ عدم   لوگ کیسے ہیں وہاں کے اور کیا اطوار ہیں
منزلیں نزدیک ہیں یا دور ہیں کیا حال ہے   راہ میں کچھ بستیاں ہیں شہر یا بازار ہیں
جس محل میں جا کے تو اُترا ہے اے رنگین ادا   کس طرح کا قصر ہے کیسے دَرودیوار ہیں
چھت منقّش ہے یا سادی یا رنگین ہے   تخت ہیں کیسے مُطلّا یا مُرصَّع کار ہیں
پھول ہیں کس رنگ کے پتے ہیں کس انداز کے   مُرغ زریں بال ہیں یا عنبرین منقار ہیں
بات کرنے کی صدا آتی ہے یا آتی نہیں   کسطرح کے لوگ ہیں سوتے ہیں یا بیدار ہیں
قبر سے آئی صدا اے دوست! بس خاموش رہ   ہم اکیلے ہیں یہاں احباب نہ اَغیار ہیں
وہ ہمارا پیکر نازک جو تجھ کو یاد ہو   آج خاکِ قبر میں اس پر منوں کے بار ہیں
اَب زیادہ بات کر سکتے نہیں تو گھر کو جا   دل میں آزردہ نہ ہونا کیا کریں لاچار ہیں

بقیہ: عورت اقبال کی نظر میں......

ابو داؤد ۱/۵۵۴ عن السائب بن یزیدؓ ﴿ فرض نمازوں کے بعد کی دعا مقبول ہوتی ہے۔﴿حسن:ترمذی ۵/۵۲۶، عمل الیوم واللیلۃ ۱/۱۸۶، مصنف عبد الرزاق ۲/۴۲۴ عن ابی امامۃؓ﴾

ملاحظات: (۱)چوں کہ برصغیر میں اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلمہ چاروں اماموں،امام ابوحنیفہؒ،امام مالکؒ،امام شافعیؒ،امام احمدؒ میں سے امام ابوحنیفہؒ کے مقلدین کی اکثریت ہے اس لیے اس چارٹ میں احناف کے طریقہ نماز کو قرآن وحدیث کے مطابق لکھا گیا ہے۔(۲)اس ترتیب میں موجود احادیث پر حتی الامکان محدثین کا حکم باعتبار صحیح وحسن لگانے کی کوشش کی گئی ہے،اور جن احادیث میں محدثین کی تصریح نہیں ملی ان میں سکوت اختیار کیا گیا ہے۔

(۳)اس چارٹ میں مندرج احادیث کی تصحیح وتحسین میں مندرجہ ذیل محدثین کی تصحیح کا اعتبار کیا گیا ہے :امام بخاریؒ، امام مسلمؒ، امام ترمذیؒ،حافظ ابن حجر عسقلانیؒ،علامہ بدرالدین عینیؒ،علامہ ابن حجر ہیثمیؒ،علامہ عراقیؒ،علامہ نور الدین ہیثمیؒ،امام ابوعبداللہ حاکمؒ،امام شمس الدین ذہبیؒ،علامہ علاء الدین ابن الترکمانیؒ،علامہ جمال الدین زیلعیؒ،اور متاخرین میں سے علامہ شوق نیمویؒ، علامہ حبیب الرحمٰن اعظمیؒ،شیخ شعیب ارناؤطؒ،شیخ ناصر الدین البانیؒ،شیخ حسین سلیم اسدؒ وغیرہم۔

(۴)اس چارٹ میں نماز کے اہم مسائل کو اختصار کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے،نماز کے تفصیلی مسائل کے لیے :نماز اہل السنۃ والجماعۃ ، تالیف:حضرت مولانا الیاس گھمن حفظہ اللہ،نماز پیمبر :تالیف:مولانا الیاس فیصل حفظہ اللہ(مدینہ منورہ)،طریقہ نماز احادیث وآثار کی روشنی میں :تالیف: صاحبزادہ قاری عبدالباسط حفظہ اللہ،مسنون نماز:حضرت مولانا عبدالحمید سواتیؒ وغیرہ کتب کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

احساسِ کشمیر یا زوالِ کشمیر

تاریخ کشمیر میں ۷ ستمبر ۲۰۱۳ء کو بھی یاد رکھا جائے جب عالمی شہرت یافتہ ساز نواز زوبن مہتا کا شالیمار باغ سرینگر میں ایک میوزیکل کنسرٹ (Musical Concert) بعنوان "احساس کشمیر" منعقد ہوا۔اس کنسرٹ کے نام سے گویا اقوام عالم کو یہ پیغام دینا تھا کہ کشمیر کا حقیقی احساس یہی ہے حالانکہ یہ میوزیکل کنسرٹ منعقد کرانے والے بھی اگر اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں تو ان کے اندر کا ضمیر (بشرطیکہ زندہ ہو) بھی یہ آواز دے گا کہ یہ ہرگز "احساس کشمیر" نہیں "احساس کشمیر" اور "حقیقت کشمیر" تو اور ہی کوئی چیز ہے۔بہر حال اس میوزیکل کنسرٹ کی وجہ سے جہاں پوری وادی کشمیر میں کرفیو نافذ کیا گیا وہیں خزانہ عامرہ کی ایک "بہت بڑی رقم" خرچ کی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ کشمیریوں کے احساسات اور جذبات سے ایک کھلواڑ کیا گیا، جہاں اس دن شالیمار باغ (جو درحقیت فوجی چھاؤنی میں تبدیل کیا گیا تھا) میں موجود مدعوین حضرات اپنے کرتب دکھا رہے تھے اور کچھ "چنید سرکاری مہمان" ان سے لطف اندوز ہو رہے تھے وہیں کشمیر کے دوسرے علاقے میں کشت وخون جاری تھا جس کے نتیجے میں پوری وادی کشمیر میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی۔

محترم قارئین! یہ ایک وسیع باب ہے اس پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے اور لکھنے والوں نے لکھا بھی۔چنانچہ کچھ حضرات نے اسے "سیاسی مسئلہ" قرار دیا کہ دنیا والوں پر واضح ہو جائے کہ کشمیر پُر امن ہے، کچھ حضرات نے اسے "کشمیری موسیقیت" کو ختم کرنے کی سازش قرار دیا اور بعض نے اسے "بیوروکریٹس" (Bureaucrats) کے دل بہلانے کا ایک ذریعہ قرار دیا۔یہ تمام تبصرے اپنی جگہ بجا بھی ہو سکتے ہیں لیکن اگر شرعی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو یقیناً ہر صاحب دل اس سے شیطان ملعون کی خوشی اور رب ذوالجلال کی ناراضگی محسوس کرے گا کیونکہ شیطان جب راندہ درگاہ ہوا تھا تو چلتے چلتے اس نے چند چیزیں طلب کی تھیں جو حکمت باری اور مشیت ایزدی کے تحت اسے مل گئیں۔ان میں سے ایک چیز یہ بھی تھی کہ مجھے اپنی طرف بلانے کا کوئی ذریعہ عطا کیا جائے۔تو اللہ رب العزت کی طرف سے جواب ملا ٹھیک ہے تمہاری دعوت کا ذریعہ یہی "ڈھول باجے" ہیں۔ (تهذيب الآثار ٤٣٧/٢)

نیز قرب قیامت کی جہاں اور بہت ساری نشانیاں لسانِ نبوی ﷺ نے بیان فرمائی تھیں وہیں ایک بہت ہی اہم نشانی **واتخذت القينات والمعارف** بھی ہے یعنی گانے بجانے والیاں اور آلات موسیقیت (Musical instruments) کی کثرت ہونے لگے گی۔(ترمذی ٤٩٤/٤ ح ٢٢١٠)ہماری وادی کشمیر میں بھی اب شراب،منشیات (drugs) اور بے پردگی کے ساتھ ساتھ موسیقیت کی کثرت ہونے لگی ہے۔کسی دوکان پر جاؤ تو میوزک،گاڑی میں سوار ہو تو میوزک، کسی شخص کا بلا لحاظ عمر وجنس موبائیل فون دیکھو تو میوزک بلکہ اللہ رحم فرمائے اب تو اللہ کے مقدس گھر مساجد میں بھی میوزک کی گھنٹیاں بجتی ہیں اور کسی کے کانوں تلے جوں بھی نہ رینگتی۔حالانکہ احادیث میں کثرت سے میوزک کے مفاسد بیان کیے گئے ہیں اور خاص طور پر اسے حرام قرار دیا گیا ہے بلکہ بعثتِ نبوی کے مقاصد میں جہاں تعلیم کتاب وسنت،تزکیہ نفوس اور تلاوت آیات قرآنیہ ہے وہاں شیطانی باجوں کو ختم کرنا اور تمام آلاتِ موسیقیت (musical instruments) کو مٹانا بھی بعثت نبوی کے مقاصد میں ہے۔جھوٹ،خیانت اور وعدہ خلافی کو جہاں علاماتِ نفاق قرار دیا گیا ہے وہاں میوزک کو باعثِ نفاق بھی قرار دیا گیا ہے۔غرض گناہ کبیرہ کی فہرست میں ایک اہم عنوان میوزک بھی ہے۔ذیل میں میوزک کی حرمت وقباحت کے بارے کچھ احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں:

(۱)حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے مجھے آلات موسیقی توڑنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔(كنز العمال ٢٢٦/١٥)(۲)حضرت ابولبابہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ڈھول اور بانسریاں مکمل طور پر ختم کردوں۔(مسند احمد ۵/۲۵۷ ح ۲۲۲۷۲)(۳)حضرت انسؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دو قسم کی آوازیں ایسی ہیں جن پر دنیا وآخرت میں لعنت کی گئی ہے۔ایک خوشی کے موقعے پر باجے تاشے کی آواز،دوسرے مصیبت کے موقعہ پر آہ وبکا اور نوحہ کرنے کی آواز۔(مسند البزار ٣٦٣/٢، رجاله ثقات مجمع الزوائد ١٠٠/٣، السلسلة الصحيحه للالبانى ٤٢٦/١)(۴)حضور پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم آلات موسیقیت سے اس قدر احتیاط فرماتے تھے کہ آپ نے ایک موقعہ پر ان گھنٹیوں کو نکالنے کا حکم دیا جو جانوروں کے گلے میں بندھی تھیں اور فرمایا کہ فرشتے ایسی جماعت کے ساتھ نہیں رہتے جس میں گھنٹی ہو۔

(مسلم ۶/۱۶۲ ح ۵۶۶۸،صحیح ابن حبان ۱۰/۵۵۴ ح ۴۷۰۳،مسند احمد ۲/۲۶۳ ح ۷۵۵۶)

(۵)حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میوزک انسان کے دل میں نفاق اسی طرح اُگاتا ہے جس طرح پانی ساگ سبزی کو اُگاتا ہے۔(اولہ فی ابوداؤد ۴/۴۳۵ ح ۴۹۲۹،السنن الکبری للبیہقی ۱۰/۲۲۳ ح ۲۱۵۳۶)(۶)حضرت ابومالک اشعریؓ سے روایت ہے حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:قرب قیامت میں اس امت میں کئی طرح کی خرابیاں پیدا ہوں گی۔منجملہ ایک خرابی یہ پیدا ہوگی کہ اُن کے سروں پر (محفلوں،خوابگاہوں میں) آلاتِ موسیقی کے ساتھ ساتھ گانے والیاں بھی ہوں گی،اللہ ان کو زمین میں دھنسا دیں گے اور اُن میں بعض لوگوں کی صورتیں بندروں اور خنزیروں کی سی بنادیں گے۔(سنن ابن ماجه ١٣٣٣/٢ ح ٤٠٢٠، مسند الشاميين ١٩٢/٣ ح ٢٠٦١)

Vol. 15 No: 10 | 14 March to 20 March 2014 | Friday

Printer,Publisher: Maulana Hamidullah Lone
Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thoker
Office: Madina Chowk Gawkadal Srinagar
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Jammu and Kashmir -192232
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinager
Ph. No. 01942-2481821 Cell: 09906546004

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 15-03-2014
Printed at: Khidmat Offset Press Srinager
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

عورت۔ ڈاکٹر اقبالؒ کی نظر میں

مولانا علی میاں ندوی۔رحمۃ اللہ علیہ

جدید اردو شاعری میں غالباً حالی اور اقبال ہی دو ایسے شاعر ہیں جن کے یہاں غزلوں میں صنفی آلودگی، عریانیت اور سطحیت نہیں ملتی، بلکہ اس کے برعکس عورت کے مقام اور احترام اور اس کی حیثیت عرفی کو بحال کرنے میں ان دونوں کا بڑا ہاتھ نظر آتا ہے۔

اقبال عورتوں کیلئے وہی طرز حیات پسند کرتے تھے، جو صدر اسلام میں پایا جاتا تھا، جس میں عورتیں مروجہ برقعہ کے نہ ہوتے ہوئے بھی شرم وحیاء اور احساس وعفت وعصمت میں آج سے کہیں زیادہ آگے تھیں، اور شرعی پردے کے اہتمام کے ساتھ ساتھ زندگی کی تمام سرگرمیوں میں حصہ لیتی تھیں۔

۱۹۱۲ء میں طرابلس کی جنگ میں جب ان کو اس کا ایک نمونہ دیکھنے کو ملا یعنی ایک عرب لڑکی فاطمہ بنت عبداللہ غازیوں کو پانی پلاتے ہوئے شہید ہوئی تو انھوں نے اس کا زوردار ماتم کیا۔

فاطمہ! تو آبروئے اُمت مرحوم ہے
ذرّہ ذرّہ تیری مشت خاک کا معصوم ہے
یہ سعادت حور صحرائی تری قسمت میں تھی
غازیانِ دین کی سقائی تری قسمت میں تھی
یہ جہاد اللہ کے رستے میں بے تیغ وسپر
ہے جسارت آفریں شوق شہادت کس قدر
یہ کلی بھی اس گلستان خزان منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یاربّ اپنی خاکستر میں تھی
اپنے صحرا میں بہت آہوابھی پوشیدہ ہیں
بجلیاں برسے ہوئے بال میں بھی خوابیدہ ہیں
فاطمہ! گوشبنم افشاں آنکھ تیرے غم میں ہے
نغمہ! عشرت بھی اپنے نالۂ ماتم میں ہے
رقص تیری خاک کا کتنا نشاط انگیز ہے
ذرّہ ذرّہ زندگی کے سوز سے لبریز ہے
ہے کوئی ہنگامہ تیری تربتِ خاموش میں
پل رہی ہے ایک قوم تازہ اس آغوش میں

انھیں ہنروران ہند اور ایسے تمام فنکاروں سے شکایت تھی، جو عورت کے نام کا غلط استعمال کرکے ادب کی پاکیزگی، بلندی اور مقصدیت کو صدمہ پہنچاتے ہیں، وہ اپنی ایک نظم میں کہتے ہیں۔

چشم آدم سے چھپاتے ہیں مقاماتِ بلند
کرتے ہیں روح کو خوابیدہ بدن کو بیدار
ہند کے شاعروصورت گروافسانہ نویس
آہ بیچاروں کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

وہ ''دخترانِ ملت'' سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسلمان خاتون کیلئے دلبری اور بناؤ سنگار ایک معنی میں کفر ہے بلکہ انھیں تو اپنی شخصیت، انقلابی فطرت اور پاکیزہ نگاہی سے باطل کی اُمیدوں پر پانی پھیر دینا چاہیے۔

بہل اے دختر ایں دلبری ہا
مسلمان را زبید کافری ہا
منہ دل بر جمال غازہ پرور
بیاموز از نگہ غارت گری ہا

وہ کہتے ہیں مسلمان عورت کو پردہ کے اہتمام کے ساتھ بھی معاشرہ اور زندگی میں اس طرح رہنا چاہیے کہ اس کے نیک اثرات معاشرہ پر مرتب ہوں اور اس کے پرتَو سے حریم کائنات اس طرح روشن رہے، جس طرح ذات باری کی تجلی حجاب کے باوجود کائنات پر پڑ رہی ہے۔

ضمیر عصر حاضر بے نقاب ست
کشادش درنمود رنگ آب ست
جہاں تابی زنور حق بیاموز
کہ او باصد تجلّی در حجاب است

وہ دُنیا کی سرگرمیوں کی اصل ماؤں کی ذات کو قرار دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ان کی ذات امین ممکنات ہے، اور انقلاب انگیز مضمرات کی حامل اور جو قومیں ماؤں کی قدر نہیں کرتیں ان کا نظام زندگی سنبھل نہیں سکتا۔

جہاں را محکمی از امہات ست
نہاد شاں امین ممکنات ست
اگر ایں نکتہ را قومے نداند
نظام کار وبارش بے ثبات است

وہ اپنی صلاحیتوں اور کارناموں کو اپنی والدہ محترمہ کا فیض نظر بناتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ آداب واخلاق تعلیم گاہوں سے نہیں ماؤں کی گود سے حاصل ہوتے ہیں۔

مرادا وایں خر دپرور جنونے
نگاہِ مادرِ پاک اندرونے
زمکتب چشم ودل نتواں گرفتن
کہ مکتب نیست جز سحروفسونے

وہ قوموں کی تاریخ اور ان کے ماضی وحال کو ان کی ماؤں کا فیض قرار دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ماؤں کی پیشانیوں پر جو لکھا ہوتا ہے وہی قوم کی تقدیر ہوتی ہے۔

وہ قوموں کی تاریخ اور ان کے ماضی وحال کو ان کی ماؤں کا فیض قرار دیتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ماؤں کی پیشانیوں پر جو لکھا ہوتا ہے وہی قوم کی تقدیر ہوتی ہے۔

خنک آن ملتے کز وار دانش
قیامت ہابہ بلند کائناتش
چہ پیش آید چہ پیش افتاد اورا
تواں دید از جبین امہاتش

وہ ملت کی خواتین کو دعوت دیتے ہیں کہ ملت کی تقدیر سازی کا کام کریں، اور ملت کی شام الم کو صبح بہار سے بدل دیں اور وہ اس طرح کہ گھروں میں قرآن کا فیض عام کریں، جیسے حضرت عمرؓ کی ہمشیرہ نے اپنی قرآن خوانی سے ان کی تقدیر بدل دی اور اپنے لحن ولہجہ کے سوز وساز سے اُن کے دل کو گداز کر دیا تھا

زشام مابروں آور سحر را
بہ قرآن باز خواں اہل نظر را
تو می دانی کہ سوز قرأت تو
دگر گوں کرد تقدیر عمرؓ را

اقبال معاشرتی اور عائلی زندگی میں ماں کے مرکزی مقام کے قائل ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ خاندانی نظام میں جذبۂ امومت اصل کا حکم رکھتا ہے اور اسی کے فیض سے نسل انسانیت کا باغ لہلہاتا رہتا ہے، ان کا خیال ہے کہ جس طرح گھر سے باہر کی زندگی میں مردوں کو فوقیت حاصل ہے، اسی طرح گھر کے اندر کی سرگرمیوں میں عورت اور خصوصاً ماں کی اہمیت ہے، اسلئے کہ اس کے ذمہ نئی نسل کی داشت وپرداخت اور دیکھ بھال ہوتی ہے، انسان کا پہلا مدرسہ ماں کی گود ہوتی ہے، ماں جتنی مہذب وشائستہ اور بلند خیال ہوگی بچے پر بھی اتنے ہی یہ اثرات مرتب ہوں گے، اور ایک اچھی اور قابل فخر نسل تربیت پا سکے گی۔

وہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیلؑ کو آدابِ فرزندی

اقبال کی نظر میں عورت کا شرف وامتیاز اس کے ماں ہونے کی وجہ سے ہے، جو قومیں امومت (حق مادری) کے آداب نہیں بجا لاتیں تو اُن کا نظام ناپائیدار اور بے احساس ہوتا ہے، اور خاندانی امن وسکون درہم برہم ہوجاتا ہے، افراد خاندان کا باہمی اتحاد واعتماد ختم ہوجاتا ہے، چھوٹے بڑے کی تمیز اُٹھ جاتی ہے، اور بالآخر اقدار عالیہ اور اخلاقی خوبیاں دَم توڑ بیٹھتی ہیں، ان کے خیال میں مغرب کا اخلاقی بحران اسی لئے رونما ہوا کہ وہاں ماں کا احترام اور صنفی پاکیزگی ختم ہوگئی ہے۔

وہ آزادی نسواں کی تحریک کے اسی لئے حامی نہیں کہ اس کا نتیجہ دوسرے انداز میں عورتوں کی غلامی ہے، اس سے ان کی مشکلات آسان نہیں، اور پیچیدہ ہوجائیں گی، اور انسانیت کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوگا کہ جذبۂ امومت ختم ہوجائے گا، ماں کی مامتا کی روایت کمزور پڑ جائے گی، اسی لئے وہ کہتے ہیں کہ جس علم سے عورت اپنی خصوصیات کھو دیتی ہے، وہ علم نہیں بلکہ موت ہے، اور مغربی تہذیب قوموں کو اسی موت کی دعوت دے رہی ہے۔

تہذیب فرنگی ہے اگر مرگِ امومت
ہے حضرتِ انسان کیلئے اس کا ثمر موت
جس علم کی تاثیر سے زَن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اسی علم کو اَرباب نظر موت
بیگانہ رہے دین سے اگر مدرسۂ زَن
ہے عشق ومحبت کے لئے علم ہنر موت

علم اوبار امومت برنتافت
برسر شاخش یکے اختر نتافت
ایں گل از بستانِ مانا رستہ بہ
داغش از دامان ملت شستہ بہ

اقبال کے خیال میں آزادیٔ نسواں ہو یا آزار جال، یہ دونوں کوئی معنی نہیں رکھتے، بلکہ مرد وزن کا ربط، باہمی ایثار اور تعاون ایک دوسرے کیلئے ضروری ہے، زندگی کا بوجھ ان دونوں کو مل کر اٹھانا اور زندگی کو آگے بڑھانا ہے، ایک دوسرے سے عدم تعاون کے سبب زندگی کا کام ادھورا اور اس کی رونق پھیکی ہوجائے گی، اور بالآخر یہ نوع انسانی کا نقصان ہوگا۔

مرد وزن وابستۂ یک دیگر اند
کائنات شوق را صورت گراند
زن نگہ دارندۂ نارِ حیات
فطرت اورلوحِ اسرارِ حیات

اقبال کے خیال میں آزادیٔ نسواں ہو یا آزار جال، یہ دونوں کوئی معنی نہیں رکھتے، بلکہ مرد وزن کا ربط، باہمی ایثار اور تعاون ایک دوسرے کیلئے ضروری ہے، زندگی کا بوجھ ان دونوں کو مل کر اٹھانا اور زندگی کو آگے بڑھانا ہے، ایک دوسرے سے عدم تعاون کے سبب زندگی کا کام ادھورا اور اس کی رونق پھیکی ہوجائے گی، اور بالآخر یہ نوع انسانی کا نقصان ہوگا۔

مرد وزن وابستۂ یک دیگر اند
کائنات شوق را صورت گراند
زن نگہ دارندۂ نارِ حیات
فطرت اورلوحِ اسرارِ حیات

آتش مارا بجانِ خود زند
جو ہر اوخاک را آدم کند
درضمیرش ممکناتِ زندگی
از تب وتابش ثباتِ زندگی
ارجِ ماازارجمند ہائے او
باہمہ از نقشبندی ہائے او

اقبالؒ فرماتے ہیں کہ عورت اگر علم وادب کی کوئی بڑی خدمت انجام نہ دے سکے تب بھی صرف اس کی مامتا ہی قابل قدر ہے، جس کے طفیل مشاہیر عالم پروان چڑھتے ہیں اور دُنیا کا کوئی انسان نہیں جو اس کا ممنون احسان نہیں۔

www.khanqah.in